ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۷ / اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء

ہدیہ چار آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

دُعا

دیانت، شرافت، محبّت کے پیکر صداقت، عزیمت، شجاعت کے پیکر
الٰہی ہمیں ایسے انساں عطا کر

نفس مشک افشاں بہاروں سے بڑھ کر جبینیں درخشاں ستاروں سے بڑھ کر
الٰہی ہمیں ایسے انساں عطا کر

نگاہیں نہ دھندلائیں دُودِ ہوس سے دلوں کے چمن پاک ہوں خار و خس سے
الٰہی ہمیں ایسے انساں عطا کر

نہ منصب کا لالچ نہ سازش کا ڈر ہو فقط تیری رحمت پہ جن کی نظر ہو
الٰہی ہمیں ایسے انساں عطا کر

خود آگاہ، بے باک، بیدار انساں غریبوں، یتیموں کے غمخوار انساں
الٰہی ہمیں ایسے انساں عطا کر

محمدؐ کے دامن سے وابستگی ہو خدا کیلئے دوستی، دشمنی ہو!
الٰہی ہمیں ایسے انساں عطا کر

اثر صہبائی

کوئی تو ہے

بوستانِ رنگ و بُو میں نغمہ زا کوئی تو ہے
عقل و حس کی دسترس سے ماورا کوئی تو ہے

کون نا اُمیدیوں میں بن کے آتا ہے اُمید
بیکسوں کی زندگی کا آسرا کوئی تو ہے

کس کی جانب بار بار اُٹھتی ہے چشمِ آرزو
بے بسی کی التجاؤں کا خدا کوئی تو ہے

کس سہارے پر رواں ہیں کارواں در کارواں
دشتِ گمراہی میں آوازِ درا کوئی تو ہے

داستانِ بُلبل و گل کا کوئی مُوجد تو ہے
قصّہ ہائے درد کی تہ میں چھپا کوئی تو ہے

عالمِ ہستی کی صُورت ہے بجائے خود سوال
سیکڑوں تشنہ سوالوں کی ندا کوئی تو ہے

خود بخود پردہ سے اُٹھ جاتے ہیں شاہیں کس طرح
میرے ذوقِ جستجو کا رہنما کوئی تو ہے

عقیلہ خاتون شاہین

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۲۲

محمد ایوب خان اور جواہر لال نہرو کی دو اونچی باتیں

پنڈت جواہر لال نہرو نے پاکستان کا دورہ کیا۔ ملک میں چند دن بڑی چہل پہل رہی اور گزر گئی۔ اعلیٰ استقبال اور پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ بچوں بوڑھوں مردوں اور عورتوں نے اپنے مہمان کے اعزاز و اکرام میں حصہ لیا۔ مہمان نے شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔

آپس میں بات چیت ہوئی۔ اچھی فضا میں ہوئی۔ بہت سے مسائل حل ہوئے اور بہت بڑی ذمہ داریاں قبول کر لی گئیں۔ مگر پاکستان کے صدر محترم نے یہ اعلان کر کے کہ اگر کشمیر کا مسئلہ طے نہیں ہو جاتا یا یہ باہمی الجھاؤ ختم نہیں ہوتا تو حل شدہ مسائل کا حل بھی بے نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اپنے اختیاری مساعی اور غیر اختیاری نتائج سے قوم کو آگاہ کیا۔

کشمیر کا مسئلہ حل تو نہیں ہوا۔ لیکن اس کے حل کے لئے باہمی تبادلِ خیالات کا میدان ہموار ہو گیا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں سربراہ دل سے چاہتے تھے کہ مسئلہ کشمیر جو تمام مہمات مسائل کی راہ میں سدِ سکندری بنا ہوا ہے۔ کسی طرح حل ہو جائے اور اس پر اس میں گفتگو بھی ہوئی۔ لیکن اسکا نتیجہ فی الحال صرف اتنا برآمد ہوا ہے کہ دونوں نے ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو پوری طرح سمجھ لیا۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے سے یہ ایک دوسرے کے خیالات یا ارادوں سے واقف نہ تھے یا کشمیر کے بارہ میں ہر ایک اپنی حقیقت کا مدعی نہ تھا مراد یہ ہے کہ دونوں نے بے تکلفی سے اس راہ کی مشکلات سے ایک دوسرے کو آگاہ کیا۔ اگرچہ ہر دو سربراہ قربانی کر کے بھی دو قوموں اور دو ملکوں کو بہترین ملکی برادری اور ہمسایانہ دوستی کی رسی میں باندھنے کے لئے مضطرب تھے۔ مگر ان کی راہ میں مشکلات حائل تھیں اور سب سے بڑی ہم سمجھ سکتے ہیں عوامی بے اعتمادی اور دو قوموں کے درمیان بڑے پیمانہ پر انگریز کی مہربانی سے پیدا شدہ تلخیاں ہیں اور اسی لئے ہر دو نے باہمی اعتماد کی ترقی پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے اس کو ترقی دینے پر زور دیا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو مسئلہ کشمیر سمیت تمام مسائل کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ صدر پاکستان نے جو فرمایا کہ بھارت نے مسئلہ کشمیر کو وقار کا سوال بنا لیا ہے۔ اسکا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ وہاں کی رائے عامہ ابھی اس سلسلہ میں اس درجہ ترقی نہیں کر سکی کہ وہ کسی ایک مسئلہ کو صرف اس مسئلہ کی حیثیت سے دیکھنے کی بجائے عالمی سطح پر یا دیگر عمومی مفادات کی عینک سے دیکھے۔

اور اگر پاکستان میں بھی یہی ذہنیت کارفرما ہو تو اس کے بارہ میں بھی یہی کہا جا سکے گا۔ ہم نے ہر دو سربراہوں کے بیانات اور طرز عمل سے یہی سمجھا کہ دونوں مسئلہ کے حل کیلئے بیتاب ہیں مگر حالات انکی مساعدت نہیں کرتے اور وہ اس مسئلہ کو موجودہ فضا سے بھی زیادہ بہتر فضا اور باہمی مکمل اعتماد کے وقت پر اٹھائے رکھنا زیادہ موزوں سمجھتے ہیں۔ اور یہ متوقع فضا ہی وہ کامیابی ہے جو موجودہ معاہدہ سے ہمیں مل سکتی ہے۔ صدر ایوب خاں نے سچ کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر حل نہ ہوا۔ یعنی اس میں حالت جنگ جیسی کشمکش قائم رہی تو مخالفت کے وقت میں آج کل معاہدوں کو کون پوچھتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیں یقین ہے کہ موجودہ نہری معاہدہ اور باہمی دوستانہ تعلقات صرف باقی ہی نہیں رہیں گے۔ بلکہ ترقی کر کے فضا کو مسئلہ کشمیر کے حل کرنے کیلئے بھی سازگار بنا دینگے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اس لئے ہمیں دونوں سربراہوں کی دو باتوں میں بڑا وزن دکھتا ہے اور وہی تمام سیاست کا نچوڑ ہے۔

صدر محمد ایوب خاں کا کہنا کہ ہمیں جذبات سے علیحدہ ہو کر مسائل کو حل کرنا ہوگا۔ پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اسکا روئے سخن ہر دو ممالک کے عوام و خواص کی طرف ہو سکتا ہے۔ ہر بات میں جوش سے زیادہ ہوش کی ضرورت ہے۔ جذبات کی رو میں بہ جانے سے زیادہ اس کی ضرورت ہے کہ ہم مختلف مسائل کے حسن و قبح اور نفع و نقصان کے اندر صحیح توازن کو سمجھ سکیں۔

وزیر اعظم بھارت کا یہ کہنا بہت ہی اونچی بات ہے کہ صرف یہ نہ کریں کہ اپنے مفاد پر سوچیں۔ بلکہ جب تک ہم یہ نہ سمجھیں گے۔ کہ دوسرے کا مفاد ہمارا مفاد ہے اسوقت تک ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یہ بات جتنی اونچی ہے۔ عمل کی دنیا میں اتنی ہی مشکل اور بے انتہا اعتماد کا مقتضی ہے۔ یوں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اگر پاکستان ہندوستان کے مفاد کو اپنا مفاد سمجھے تو وہ آسام میں مضبوط بھارتی استحکامات کے لئے خواہشمند ہو گا۔ اسی طرح اگر ہندوستان پاکستانی مفاد کو اپنا مفاد تصور کرے تو وہ کشمیر میں پاکستان کی ناقابلِ تسخیر پوزیشن بنانے میں خود ہی بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ اسلام نے اپنے مفاد کو دوسروں کے مفاد پر قربان کرنے کی ترغیب دی ہے۔ لیکن یہ اسلامی برادری کے اندر اندر ہے تو عام قانون ہے اور عام بنی نوع انسان کے لئے اس کو معاہدات کے ذریعہ عام کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال ان دونوں سربراہوں کی یہ دونوں باتیں دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ جو وہ ہر دو ملکوں کے عوام سے کہنا چاہتے ہیں۔

اتنا لکھنے کے بعد ہمارے صدر محترم کا بیان اخباروں میں آیا۔ جس سے ہماری مندرجہ گذارشات کی تصدیق ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر سمجھوتہ کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہ ہندوستان کا مفاد ہمارا مفاد ہے۔

اب نہرو اور بھارتی رعایا کا کام باقی رہ گیا ہے۔ کہ وہ کشمیر کے مسئلہ کو وقار کا سوال نہ بنائیں اور بہترین دوستانہ فضا میں اس کو حل کریں۔ اور اگر نہرو ایوب کے عہد میں یہ حل نہ ہوا تو بقول صدر پاکستان یہ انتہائی عاقبت نا اندیشی ہو گی ——!

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائیگا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا
(اقبالؒ)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز جمعہ گناہوں کا کفارہ ہے!

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ لَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِهٖ وَ مَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ یَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰى یَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَیْنَهَا وَ بَیْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِیْ قَبْلَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

ترجمہ:۔ ابو سعیدؓ اور ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو اس کے پاس ہو۔ تو اس کو لگائے۔ پھر جمعہ کی نماز کو جائے اور لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا مسجد میں داخل نہ ہو۔ پھر جس قدر نماز خدا نے اس کے مقدر میں لکھی ہے۔ یعنی سنت وہ پڑھے۔ پھر جب امام خطبہ کو کھڑا ہو تو خاموش بیٹھ جائے۔ یہانتک کہ وہ نماز سے فارغ ہو تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو گا جو اس نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کئے ہیں۔

جمعہ کے دن اچھا کپڑا پہنو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنْ وَجَدَ اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبَیْ مِهْنَتِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ یَحْیَى بْنِ سَعِیْدٍ۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے اگر کوئی جمعہ کی نماز کے لئے علاوہ کاروباری یا محنت مزدوری کے لباس کے دو اور کپڑے بنا لے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔

گردنوں کو پھاند کر آگے نہ جاؤ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اُتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ:۔ معاذ بن انس جہنیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن آدمیوں کی گردنوں کو پھاندے گا بنایا جائے گا وہ شخص پل جہنم کی طرف۔

خطبہ کے وقت بیٹھنے کا طریقہ

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحُبْوَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاؤُدَ۔

ترجمہ:۔ معاذ بن انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اس وقت جبکہ جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھتا ہو۔

اونگھ آجانے پر جگہ بدل دو!!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْیَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو جمعہ کے روز مسجد میں اونگھ آجائے۔ اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی جگہ کو بدل دے۔

کسی کی جگہ پر نہ بیٹھو!

عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَ یَجْلِسَ فِیْهِ قِیْلَ لِنَافِعٍ فِی الْجُمُعَةِ قَالَ فِی الْجُمُعَةِ وَغَیْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر خود بیٹھ جائے۔ نافع سے پوچھا گیا کہ کیا یہ ممانعت جمعہ کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا۔ جمعہ اور دوسرے تمام دنوں کے لئے۔

جمعہ کے فضائل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِلَغْوٍ فَذٰلِكَ حَظُّهٗ مِنْهَا وَ رَجُلٌ حَضَرَهَا بِدُعَاءٍ فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ اِنْ شَاءَ اَعْطَاهُ وَ اِنْ شَاءَ مَنَعَهٗ وَ رَجُلٌ حَضَرَهَا بِاِنْصَاتٍ وَ سُكُوْتٍ وَلَمْ یَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَ لَمْ یُؤْذِ اَحَدًا فَهِیَ كَفَّارَةٌ اِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِیْ تَلِیْهَا وَ زِیَادَةَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ وَ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن تین قسم کے لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو لغو اور بیہودہ کلام و فضول کام کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ (یعنی خطبہ کے وقت بیکار کام اور لغو کلام کرتا ہے) اور اس کے حاضر ہونے کا یہی صلہ ہے۔ دوسرا وہ شخص جو دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ پس وہ دعا کرتا ہے خواہ خدا اس کو قبول فرمائے یا نہ فرمائے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو حاضر ہوا ہے خاموشی کے ساتھ خطبہ سننے کے لئے۔ نہ تو اس نے کسی کی گردن پھاندی اور نہ کسی کو اذیت پہنچائی۔ پس اس کا یہ فعل کفارہ ہے اس جمعہ سے اس جمعہ تک جو اس سے ملا ہوا ہے۔ بلکہ تین دن اور زیادہ کے گناہ کا کفارہ۔ اور یہ اس وجہ سے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے اس کو دس گنا ثواب ملتا ہے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۶۰ء

از ـــ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد

گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

اگر تو مرتبوں کی حفاظت نہیں کریگا۔ تو کافر ہو جائے گا

مراتب

پہلا مرتبہ

رب العالمین احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عزاسمہٗ کا۔

دوسرا مرتبہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کا۔

تیسرا مرتبہ

متبعین انبیاء علیہم السلام کا۔

پہلے مرتبہ کے شواہد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۭ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:- سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا۔ پھر بھی یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے پھر کافر اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا لیتے ہیں۔ مثلاً مجوس دو خدا تعالیٰ مانتے ہیں۔ ایک خالق خیر، جسے یزدان کہتے ہیں۔ اور دوسرا خالق شر، جسے اہرمن کہتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے یہ بات بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا خالق ہے۔ شر کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ اپنے بندوں کو آزمائے۔ تاکہ وہ خیر کے پابند ہوتے ہیں۔ یا نہیں اور شر کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ خدا کے خوف سے شر کے مرتکب نہیں ہوتے۔

دوسرا شاہد

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:- اللہ وہی ہے۔ جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔ پھر ایک وقت مقرر کیا اور اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے۔ تم پھر بھی شک کرتے ہو۔

پھر تاکید فرمادی

کہ تمہارا معبود حقیقی وہی ہے۔ جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر تمہارے لئے دنیا میں رہنے کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، نہ کہ انسان کی اپنی طرف سے۔ یہ فیصلہ شدہ واقعات ہیں۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

تیسرا شاہد

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:- اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔ تمہارے چھپے اور ظاہر سب حال جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، سب جانتا ہے۔

حاصل

اسی کی خدائی آسمانوں اور زمین میں بھی ہے۔ اور وہ تمہارے سب حال جانتا ہے۔ خواہ وہ چھپے ہوئے ہوں یا ظاہر ہوں۔

چوتھا شاہد

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷)

ترجمہ:- اور وہی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ اور جس دن کہے گا۔ کہ ہو جا۔ تو وہ ہو جائے گا۔ اس کی بات سچی ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا تو اسی کی بادشاہی ہو گی۔ چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو فقط اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ (شیخ الاسلام کا حاشیہ)

حاشیہ مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جس دن فرمائے گا۔ کہ ہو جا تو ہو جائے گا۔ اس سے مراد حشر ہے۔ یعنی جس دن اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ کہ حشر ہو جا۔ تو اسی دن ہو جائے گا۔

پانچواں شاہد

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷)

ترجمہ:- یہی اللہ تمہارا رب ہے

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اُسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ تمہارا رب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ہر چیز کا بنانے والا ہے۔ اس لئے فقط اسی کی عبادت کرو۔ اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

چھٹا شاہد

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ط۔ سورۃ الانبیاء پ۱۷ ع۳

اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے۔ سب اپنے اپنے چکر میں پھرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ رات اور دن کو بنانیوالا اور سورج اور چاند کو بنانے والا وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے ۔

ساتواں شاہد

اَلَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ سورہ الملک پ۲۹ ع۱

ترجمہ :- جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ موت اور زندگی اس نے بنائی ہے۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ کون آدمی دنیا میں اچھے کام کرکے آتا ہے اور کون بُرے کام کرتا ہے۔

دوسرا مرتبہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کا

اسکے شواهد

پہلا شاہد

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

سورہ الانعام ع۱۶ پ۸

ترجمہ :- اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی سے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے۔ اور اس کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے۔ ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا ہے۔ اور اپنے اوپر ہی گواہی دینگے کہ وہ کافر تھے ۔

حاصل

خدا تعالےٰ کے وہ بندے (مرد ہوں۔ یا عورت) جو دنیا میں پیغمبروں کی تعلیم کے مخالف تھے۔

قیامت کے دن اپنے نفسوں کے خلاف شہادت دیں گے۔ ہم نے غلطی کی کہ پیغمبروں کی بات نہ مانی۔ لیکن اس اقرار سے کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتے تھے کہ دنیا میں رہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فرامین کو مانیں۔ اور اپنی اصلاح کریں۔

دوسرا شاہد

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

سورہ الانعام ع۵ پ۷

ترجمہ :- اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں۔ کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کرے۔ سو ان پر کوئی ڈر نہ ہو گا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ انہیں عذاب پہنچیگا۔ اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

حاصل

یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو ہدایت کا پیغام آیا۔ جنہوں نے اس کی قدر کی اور اپنی اصلاح کر لی ان پر بارگاہِ الٰہی میں جاتے ہوئے کوئی خوف نہیں ہو گا اور جنہوں نے ان احکامِ الٰہی کو جھٹلایا۔ انہیں جھٹلانے کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

تیسرا شاہد

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ س النساء ع۹ پ۵

ترجمہ :- اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ تیرے پاس آتے۔ پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا۔ تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ جب انسان گناہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی مانگے۔ تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے ہاں اگر مرنے کے بعد معافی مانگے۔ تو معافی نہیں ملتی۔ وماعلینا الا البلاغ

چوتھا شاہد

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط) الآیۃ سورہ الرعد ع۶ پ۱۳

ترجمہ اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے۔ اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی رسول کے اختیار میں نہ تھا کہ وہ

اللہ کے حکم کے سوا کوئی معجزہ لاتا۔ ہر زمانہ کے مناسب احکام ہوتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے بھی کئی نبی بھیجے ہیں اور ان کی بیویاں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ لہٰذا آپ کا متاہل ہونا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

پانچواں شاہد

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ

سورہ البقرہ ع ۱۴ پ ۱

ترجمہ بیشک ہم نے تمہیں سچائی کیساتھ بھیجا ہے۔ خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس نہیں ہوگی۔

یعنی

آپ نے تو احکام الٰہی پہنچا دیے ہیں اب بھی جو شخص معلوم ہونے کے بعد سیدھے راستہ پر نہ چلے۔ اور دوزخ میں جائے۔ تو آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔

تیسرا مرتبہ

متبعین انبیاء علیہم السلام کا

اسکے شواھد

پہلا شاہد

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ بقر ع ا پ ۱

ترجمہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو اب سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

پرہیزگار

فارسی زبان کا لفظ ہے اس کی معنی پہلے سمجھ لیجئے۔ پھر ان مذکورۃ الصدر آیات کا مطلب صحیح سمجھ میں آئے گا پرہیزگار ہمیشہ اس چیز کا لحاظ رکھتا ہے کہ خدانخواستہ مجھ سے کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے کہ میرا خدا مجھ سے ناراض ہو جائے۔ جب ایسے خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے بندوں کو ایسا دستور العمل مل جائیگا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور پیغمبر خدا نے انہیں پہنچایا ہے وہ پرہیزگار حضرات بصد خوشی اس دستور العمل کو بسرو چشم اس کو قبول کرینگے۔ کہ ہم تو خود چاہتے تھے۔ کہ دستور العمل ہمیں ملے۔ جس پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ راضی ہو جائے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اللہ تعالےٰ نے ایسا دستور العمل خود ہی تجویز کر کے ہمیں بھیجدیا۔

ایسے پرہیزگاروں کی

کیا صفات ہونگی جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) ایمان بالغیب (۲) اقامۃ الصلوٰۃ (۳) انفاق فی سبیل اللہ۔ (۴) اس چیز پر ایمان لانا جو آپ کی طرف خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اور ان (۵) تعلیمات پر بھی ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین پر نازل فرمائی ہیں۔ اور (۶) قیامت کی آمد پر یقین رکھنا۔ جہاں ہر نیک و بد کو اپنے اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔

دوسرا شاہد

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورہ الاعراف ع ۱۹ پ ۹

ترجمہ:۔ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔ جسے اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

تیسرا شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

سورۃ الانفال ع ا پ ۹۔

ترجمہ:۔ ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے۔ تو ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں۔ تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۶ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تزکیۂ نفس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ تین چار جمعرات سے امراضِ روحانی کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ امراضِ روحانی کے علاج کا نام تزکیہ نفس ہے۔ قرآن شریف میں تزکیہ کا ذکر ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (سورہ الجمعہ پ ۲۸ آیت ۲)

ترجمہ:- وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ تعلیم کا مطلب ہے سمجھانا اور تزکیہ کا مطلب ہے حال بنانا۔ مدارس عربیہ میں علماء کرام کی تعلیم تو ہوتی ہے۔ مگر قال حال نہیں بنتا۔

حدیث شریف

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ پڑھنے اور اس کا ترجمہ سمجھنے سے کیا ان کے دل سے ریاء نکل جاتا ہے یا اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ پڑھنے سے کیا حسد نکل جاتا ہے۔

میں علماء کرام کا قدرشناس ہوں

انہی کی برکت سے اسلام زندہ ہے جو اُن کا منصب ہے وہ ادا کرتے ہیں وہ تعلیم دے سکتے ہیں حال نہیں بنا سکتے۔ حال اولیاء کرام کی صحبت میں بنتا ہے۔ کچھ وظائف سے اور کچھ تزکیہ سے سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امراض روحانی سے شفا ہو جاتی ہے۔ تین چار ہفتوں سے امراض روحانی کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ ریا۔ حسد۔ کبر۔ عجب اسراف۔ بخل وغیرہ۔

اسراف یہ ہے

کہ جہاں خرچ نہ کرنا چاہیئے۔ وہاں خرچ کیا جائے۔ اور بخل یہ ہے۔ کہ برموقع بھی خرچ نہ کریں۔ اگر ان بیماریوں سے دنیا میں شفایاب نہ ہوئے تو آخرت میں یہ بیماریاں ستائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب ریاء شرک ہے تو کیا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو جنت میں پہنچائیگا؟ یا جب حسد کی وجہ سے کوئی نیکی ہی باقی نہ رہے گی۔ تو جنت میں کیسے جائیگا ان بیماریوں کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھئے۔ جسمانی بیماریاں اور ہیں اور وہ قبر سے پہلے پہلے ختم ہو جاتی ہیں۔ مگر روحانی بیماریاں ان سے مہلک ہیں۔ ان کی ہلاکت کا پتہ قیامت میں چلے گا۔

دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان بیماریوں سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

حسد میں حاسد خدا تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ نعمت اس کو کیوں دی اور مجھے کیوں نہیں دی۔ جو کچھ رزق خدا تعالیٰ نے دیا ہے اس پر صبر اور شکر کیجئے۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے خدا جانے اگر ہمیں دولت بہت ملتی تو بُرے کام کرتے بے ایمان ہو کر مرتے اور جہنم میں جاتے کسی اللہ والے نے کہا ہے۔

نفس ما ہاں کم تر از فرعون نیست
لیک اورا عون ما را عون نیست

عجب کے معنی

دوسرے کی تذلیل کرنا اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔ نفس کو ہمیشہ شرمندہ کرنے کے لئے اس کے سامنے اپنی کمزوریاں رکھنا عجب کا علاج ہے۔ شیطان لعین ہر وقت مجھے اور آپ کو گمراہ کرنے کے لئے تیار ہے جیسے اکھاڑہ میں پہلوان ایک دوسرے کے سامنے کھڑے داؤ میں رہتے ہیں کہ اسے گرا دیں۔ آدمی نیکی کا کوئی کام کرے تو شیطان ریا پیدا کرتا ہے۔ کبھی ریاء لاتا ہے، کبھی کبر آئے گا۔ کبھی حسد آئے گا۔ کبھی اسراف اور کبھی بخل لائے گا۔ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں ایک ہزار، دو ہزار، چار ہزار یا ایک لاکھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے مشق ہے لَا کی ایک تلوار ایسی آتی ہے کہ سب کو فناہ کر دیتی ہے اور یہ سب بزرگوں کی صحبت کے طفیل ہے۔!

شیطان دشمن

کو تاک میں رکھئے۔ سوتے جاگتے اپنے آپ کو شیطان سے بچانے کی فکر میں رہیئے۔ وہ کبھی ریاء لاتا ہے کبھی عجب لاتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی نافرمانیاں ہیں۔ شیطان ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ یہاں تک آپ کے ساتھ ہے۔ کہ میاں بیوی جب ایک چارپائی پر بیٹھتے ہیں تو وہ ساتھ ہوتا ہے۔ چوکنّا رہنے کی کوشش کیجئے۔ وہ سب کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے کر آیا ہُوا ہے۔ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے۔ اگر وہ بدکاری کرتا ہے۔ تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالےٰ کو پتہ تھا کہ بدفطرت ہے۔ اس کو دوزخ میں ڈالنے کے لئے زیادہ دولت دے رکھی ہے۔ شیطان کے وار سے چوکنّا نہیں رہے گا۔ تو مارا جائے گا۔ جیسے میدانِ جنگ میں سپاہی ہوشیار رہتا ہے۔ اور اکھاڑے میں پہلوان ہوشیار رہتا ہے۔

دنیا میں انسان

تکلیف اُٹھانے کے لئے آیا ہے۔ نماز کے لئے مکلّف ہے۔ روزہ کیلئے مکلّف ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ دینے کے لئے مکلّف ہے۔ اگر طاقت ہے تو حج کے لئے مکلّف ہے۔ اس جہان میں آرام کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ امتحان دینے کے لئے آیا ہے اور نتیجہ پاس فیل ہونے کا قیامت کو ظاہر

ہو گا۔ جس کو امتحان دینے کا فکر ہوتا ہے۔ اس کو رات کو نیند نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دمبدم شیطان کے حملوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔!

علمار کرام دین سمجھاتے ہیں۔ اور صوفیاء کرام رنگ چڑھاتے ہیں۔ ہادی جب متنبہ کرتا ہے۔ تو پتہ لگتا ہے کہ ریاء آیا۔ شیطان کا وار آیا۔ عام طور پر حسد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت عطا کرے اور یہ خوش نہ ہو۔ کبر اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنا۔ حسد آئے تو سمجھے کہ شیطان کا وار ہوا۔ اس وقت یہ خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ مناسب نہیں سمجھا۔ ہادی اطلاع دے اور انسان اس پر عمل کرے تو فلاح پا جائے گا۔

ہمیشہ اپنے نفس کو مغلوب بنایئے نہ حسد پیدا ہو، نہ کبر پیدا ہو۔

یہ نسخہ میں نے کبھی ذکر نہیں کیا لاکھوں کا اجتماع ہو تو لا الٰہ کی تلوار سے سب کو ختم کر دیتا ہوں۔ ایک اللہ رہ گیا باقی سب کی نفی۔ اس کی مشق کیا کیجئے۔

لا اِلٰہ کی تلوار اتنی بڑی ہو۔ کہ لاکھ آدمی ختم ہو جائیں اور الا اللّٰہ باقی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی خوبی دی ہے کسی کو کوئی خوبی دی ہے۔ کبر کا علاج یہ ہے کہ دوسروں کی خوبی پر نظر کرے اور اپنی کوتاہیوں کو سامنے رکھے۔

شیطان ملعون ایسا عقلمند ہے کہ بڑے بڑے عقلمندوں کو گرا دیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوّاؑ علیہا السّلام کو بہشت میں جا کر گرایا کہ نہیں؟ حضرت آدمؑ اور اماں حوّاؑ دونوں کو فیل کر دیا۔ بڑا خیر خواہ بن کر انہیں کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس درخت سے اس لئے منع فرمایا ہے۔ کہ اگر اس کو کھا لو گے تو ہمیشہ بہشت میں رہو گے۔ میری عرض یہ ہے کہ ہر وقت اپنے آپکو چوکنا رکھئے۔ علماء کے پاس اس کا علاج نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو بیدار اور ہوشیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر بیداری نصیب ص

ص
نہ ہوئی۔ تو قیامت کے دن سب اعمال حبط ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے اور ان امراض روحانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

و ما علینا الا البلاغ

قاضی مشتاق احمد مسرور

مقصد نماز

ہر سمجھ دار انسان کے دل میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ میری پیدائش کی غرض و غایت کیا ہے۔ قرآن مجید نے جو بنی نوع آدم کیلئے کامل رہنما ہے۔ اس سوال کا جواب یوں دیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔

ہم نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر واسطے عبادت کے۔

ایک مسلمان کیلئے یہ آیت قطعی الدلالت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کا مقصد حیات حیوانات کی طرح خواب و خورش نہیں۔ بلکہ اپنے رب کی عبادت ہے۔

مقصد نماز:۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ نماز سے انسان میں مکان لباس اور جسم کی صفائی کے علاوہ پابندی اوقات اور اطاعت امیر کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو مہذّب اقوام کا طرّۂ امتیاز۔ اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ لیکن نماز کا سب سے بڑا مقصد روح کو تقویت پہنچانا اور اپنے خالق اور معبود کو بذریعہ عبادت راضی کرنا ہے۔ نیز یہ مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کا سبق دیتی ہے اور اس کی تعریف قرآن کریم میں دس بیس سو پچاس نہیں، پورے سات سَو مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس اہم فریضہ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ط

ترجمہ:۔ تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں زاری کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری ملاحظہ ہو:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط

ترجمہ:۔ تحقیق نماز روکتی ہے بے حیائی اور نامعقول باتوں سے اور اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔

اب ذرا غور کا مقام ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حدیث قدسی میں اس اہم فریضہ کی ادا کاری اور فرضیت کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں (۱) الصّلوٰۃ عماد الدّین۔ نماز دین کا ستون ہے) (۲) قال النّبی صلیّ اللہ علیہ وسلّم لکلّ شیئٍ علم و علم الایمان الصّلوٰۃ (او کما قال) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک چیز کو نشانی ہے اور نشانی ایمان کی نماز ہے۔ (۳) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بین العبد وبین الکفر ترک الصّلوٰۃ او کما قال رواہ ترمذی۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کو کفر سے ملانیوالی چیز نماز کو چھوڑ دینا ہے (۴) من ترک الصّلوٰۃ متعمداً فقد کفر جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی پس وہ کافر ہو گیا (۵) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایکدفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال سے بہتر کونسا عمل ہے۔ آپ نے جوابدیا وقت پر نماز پڑھنا (بخاری و مسلم) جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھتے تھے تو اُن کے دل میں کانسی کی اس دیگ کی طرح جوش ہوتا تھا جسکے نیچے آگ جلائی گئی ہو۔ نماز ایک عبادت ہے جسکی بدولت مومن کو روحانی مراتب حاصل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

حضرات! توحید خداوندی کا مسلمانوں کو یقین دلانے کے بعد جس چیز کیطرف دعوت دی گئی ہے اور جس چیز کو فرض قرار دیا گیا ہے وہ نماز ہے۔ جو اسلام کا رکن اعظم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احادیث قدسی کے اندر اس اہم فریضہ کی بیحد تاکید فرمائی ہے مسلمانو! غور سے سنو کہ حضورؐ نے کس انداز سے بار بار تاکید فرمائی ہے اور تم خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ نماز احکام الٰہی کا مخزن اور زندگی دین کا سب سے اہم سب سے ضروری اور سب سے زیادہ دلربا اور پیارا فریضہ اسلام ہے۔ یہ کسی حالت، کسی صورت کسی مجبوری اور کسی تکلیف میں بھی معاف نہیں ہوتا اور آخری سانس تک جس طرح ہو سکے اس کا ادا کرنا اور پڑھنا فرض عین ہے نماز وہ شے ہے جو انسان اور خدا کے درمیان ایک روحانی رابطہ پیدا کرتی ہے اور اس رابطہ سے ۔۔۔ روح کو حقیقی مسرّت حاصل ہوتی ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں جس قدر انسان ہیں عالم ہوں یا جاہل مفلس ہوں یا تونگر سب مسرّت کے جویاں ہیں۔

سب اطمینان قلب کے آرزومند ہیں لیکن اسکے حصول کا ذریعہ صرف یاد الٰہی ہے اور نماز اسکی ایک بہترین صورت

ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب تحقیق اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے ــــ اور جب مسلمان بذریعہ نماز اطمینان خاطر حاصل کرلیں گے تو دنیا کے جس کام میں ہاتھ ڈالیں گے اُسے بدرجہ احسن پورا کرینگے۔ کیونکہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اگر طمانیت قلب حاصل نہ ہو تو انسان کسی کام کو مرتبہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا۔

علاوہ بریں نماز جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انسان کو بیحیائی اور بری باتوں اور نافرمانی سے روکتی ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص شراب پیتا ہے۔ اب اگر وہ نماز شروع کردے تو اولاً اسے پانچ وقت نیکوں کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملیگا جسکا اثر اس پر یقیناً پڑے گا۔ الصحبۃ مؤثرۃ ایک مثل مشہور ہے۔ علاوہ بریں جس وقت وہ شراب پینے کا خیال کریگا نماز کا خیال اسے اس فعل مذموم سے باز رکھیگا۔ وہ اپنے دل میں سوچنے لگیگا کہ ابھی تھوڑی دیر میں مغرب کی اذان ہوگی۔ شراب پی کر کس منہ سے خدا کے سامنے جاؤنگا۔ الغرض نماز انسان کو بےحیائی اور نامعقول باتوں سے باز رکھتی ہے۔ اسی طرح سے انسان کے اندر ایک گہرا رابطہ پیدا ہوگا اور وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرسکیگا اور نفس امارہ پر غالب آنا اور نفسانی خواہشات پر قابو حاصل کرنا بھی مذہب کا مقصود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا وہ نجات و فلاح کا مستحق ہوگا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نماز دنیاوی اور دینی کامیابیوں کی ضامن ہے پس انفرادی اور اجتماعی، جسمانی اور روحانی دینی اور دنیاوی جملہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اسمیں خلوص اور خشوع کا رنگ موجود ہو۔

ایک بات یہ عرض کرنی ضروری ہے کہ نماز دراصل توجہ الی اللہ اور خضوع و خشوع کا نام ہے۔ صرف اوضاع ظاہری کی نہیں۔ اگر کوئی شخص نماز سے حقیقی فائدہ حاصل کرنا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ اس طرح پڑھے جس طرح شارع کا منشا ہے اگر جسم امام کے پیچھے ہے اور روح دنیا میں منہمک ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی نماز کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ جو ساری روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔

بے نمازیوں کو آپ نماز کی ہدایت کرکے دیکھیں۔ نئے نئے عذر اور عجیب و غریب مجبوریاں پیش کریں گے۔ حالانکہ خود اسلام نے کسی سختی کو روا نہیں رکھا بےحد سہولتیں اور آسانیاں پیدا کردی ہیں۔ ان کے بعد حقیقتاً کوئی مسلمان بھی مجبوری کا عذر پیش ہی نہیں کرسکتا وہ حکم جو تلوار کے سائے میں بھی نہ ٹل سکے۔ زیر خنجر بھی جس کی ادا کاری میں عذر نہ ہو۔ اس کا عذر کرنا بیکار ہے اس سے زیادہ اور اہمیت کب ہوگی کہ جہاد کی حالت میں بھی جبکہ سر و تن کی بازی لگ رہی ہوتی ہے اور آگ و خون کے کھیل کھیلے جا رہے ہوں تو بھی فریضہ نماز ساقط نہیں ہوتا۔

حضرت امام حسینؓ پر کتنا سخت وقت آگیا تھا۔ پھر بھی انہوں نے میدانِ جنگ میں ایک وقت کی نماز بھی قضا نہیں کی۔ بندہ بندہ ہو کر بندگی کے متعلق اگر عذر پیش کرے تو وہ ہرگز قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلب تاریک ہو کر رہ گئے ہیں۔ اُن میں احساسِ فرض باقی نہیں اور خدا کا خوف نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ صراط المستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فحاشی پھیلانے والوں کے لئے
دُنیا و آخرت میں دردناک سزا ہے
(سورہ نور)

اعلان جلسہ

فنِ تجوید و قرأت کی معیاری درسگاہ مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان شہر کا ساتواں سالانہ تبلیغی جلسہ بفضلہ تعالیٰ ۲۱ر۔ ۲۲ر۔ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۰ء مطابق ۲۹ر۔ ۳۰ر ربیع الثانی و یکم جمادی الاول ۱۳۸۰ھ بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار باغ عام خاص ملتان شہر میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مشاہیر علماء کرام و صوفیاء عظام و قراء صاحبان شرکت فرما رہے ہیں۔

لہٰذا تشریف لاکر مواعظ حسنہ و قرأت قرآن سے مستفیض و محظوظ ہوں۔

تفصیل کے لئے ایک پوسٹ کارڈ لکھ اشتہارات منگوا لیں۔

مولانا غلام قادر مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ـــــ ملتان شہر



گذارش

ایجنٹ صاحبان واجبات کی جلد از جلد ادائیگی کا بندوبست فرمادیں اور آئندہ پیشگی ادائیگی لازمی ہے

جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب (سانگھڑ)

اللہ تعالیٰ کی رضامندی

اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے برابر کوئی شے نہیں۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے۔ اور مبارکبادی کا مستحق ہے جس نے وہ طریقہ اختیار کیا۔ جس سے اس کا مولیٰ پاک سبحانہٗ راضی ہو گیا۔

(قال اللہ تعالیٰ) وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ آیت ۷۲)

ترجمہ:- اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

یعنی تمام نعمائے دنیوی اور اخروی سے بڑھ کر حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ رضائے الٰہی کا مقام ہے۔ حق تعالیٰ مؤمنین کو جنت میں ہر قسم کی جسمانی اور روحانی نعمتیں اور مسرّتیں عطا فرمائے گا۔ مگر سب سے بڑی نعمت محبوبِ حقیقی کی دائمی رضا ہو گی۔ حدیث صحیح میں ہے۔ کہ حق تعالیٰ اہل جنت کو پکارے گا۔ جنتی لبیک کہیں گے۔ دریافت فرمائے گا "ھَلْ رَضِیْتُمْ" یعنی اب تم خوش ہو گئے۔ جواب دیں گے۔ کہ پروردگار! خوش نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جبکہ آپ نے ہم پر انتہائی انعام فرمایا ہے۔

ارشاد ہوگا۔ ھَلْ اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ۔ یعنی جو کچھ اب تک دیا گیا ہے۔ اس سب سے بڑھ کر ایک چیز لینا چاہتے ہو؟ جنتی سوال کریں گے کہ اے پروردگار! اس سے افضل اور کیا چیز ہو گی؟

اس وقت فرمائیں گے:- اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا ۝ اپنی دائمی رضا اور خوشنودی تم پر اتارتا ہوں جس کے بعد کبھی خفگی اور ناخوشی نہ ہو گی۔

رزقنا اللہ و سائر المؤمنین ھذہ الکرامۃ العظیمۃ الباھرۃ۔ (حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

حاصل کلام ہمیں چاہیئے کہ ہم وہ کام کرتے رہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی نصیب ہو۔

ایمان

ایمان لاکر تا دم مرگ عمل صالح بجا لاتے رہنا رضائے الٰہی کا پہلا زینہ ہے۔

(۱):- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ (البینۃ آیت ۹-۱۰)

ترجمہ:- بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

یعنی جو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت ایمان کو مان کر اچھے کاموں میں لگ گئے وہ انسانیت کا بہترین حصہ ہیں۔ ان کے لئے بہشت ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ یہ درجہ ان لوگوں کے لئے ثابت ہو گا جو ربانی نظام کے سلسلہ علت ومعلول کو ٹھیک طرح سمجھتے ہیں۔ انہیں کے دل میں سزا ملنے سے پہلے ڈر پیدا ہو سکتا ہے۔ جو علت و معلول کے سلسلہ کو سمجھتے ہیں اور ان میں عاقبت اندیشی کا مادہ واستعداد ہے۔ اور یہی وہ جماعت ہے۔ جن کے حق میں یوں آیا ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰۗؤُا ۭ

ترجمہ:- بیشک اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں۔

(حضرت مولانا عبداللہ لغاری مرحوم سانگھڑ والے)

(۲):- لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (المجادلۃ آیت ۲۲)

ترجمہ:- آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ اور ان کو فیض سے قوت دی ہے۔ اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولینا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- "یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے۔ تو اللہ اُن سے راضی ہوا۔ پھر جس سے اللہ راضی ہو اسے اور کیا چاہیئے"۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی جو دوستی نہیں رکھتے، اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں۔ وہ ہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کو یہ درجے ملتے ہیں"۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ شان تھی کہ اللہ و رسولؐ کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سلسلہ میں ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ جنگ احد میں ابوبکر صدیقؓ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہوگئے۔ مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو، عمر بن خطابؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، علی بن ابیطالبؓ، حمزہؓ، عبیدہ بن الحارثؓ نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ، اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبیّ کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کروں۔ آپؐ نے منع فرما دیا۔"

دینِ اسلام

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی رضامندی دینِ اسلام ہی کی پیروی میں ہے:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ

اَلْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ آیت ۳-ع ۱)

ترجمہ:- آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا - اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے -

لہٰذا سب انسانوں کا فرض ہے - کہ اللہ تعالیٰ کی 'پسند' کے سامنے جھک جائیں - اور چار روزہ زندگی قال اللہ وقال الرسول کے مطابق گزار کر رضامندئ مولیٰ جلشانہ، حاصل کریں -

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف (آل عمران آیت ۱۹)

ترجمہ:- بے شک دین اللہ کے ہاں فرمانبرداری ہی ہے -

یاد رہے کہ اسلام کے سوا اور کوئی دین قابل قبول نہیں -

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ج وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (آل عمران آیت ۸۵-ع ۹)

ترجمہ:- اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے - تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا - اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا -

ایک مسلمان کے ہر فعل میں اخلاص کی روح موجزن ہونی چاہیئے - اس کی زندگی اور موت کا لائحہ عمل یہی ہو کہ اس کا مولیٰ پاک اس سے راضی ہو جائے -

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (الانعام آیت ۱۶۲-۱۶۳ ع ۲۰)

ترجمہ:- کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے - اس کا کوئی شریک نہیں - اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں -

زندگی کا سودا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ م بِالْعِبَادِ ○ (البقرہ آیت ۲۰۷ ع ۲۵)

ترجمہ:- اور بعض ایسے ہی ہیں جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے -

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں :- "یہ حال صاحب ایمان کا ہے کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے"-

حاصل کلام، مجاہدین ہر وقت اللہ کے راستے میں اپنی زندگی قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں - اور اس قربانی کے بدلے انہیں جنت عطا ہو گی - جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا مقام ہے -

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ قف (التوبۃ آیت ۱۱۱ ع ۱۴)

ترجمہ:- بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں - کہ ان کے لئے جنت ہے - اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں - پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کئے بھی جاتے ہیں —

کیونکہ یہ جان و مال کا سودا صرف مسلمانوں کے ساتھ ہے - انہیں اسے اچھی طرح نباہنا چاہیئے - اور حسب موقع جان اور مال کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے -

انفاق مال

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ (البقرۃ آیت ۲۷۲ - ع ۳۷)

ترجمہ:- اور جو مال تم خرچ کرو گے اس کا نفع تمہاری جان کے لئے ہے - اور اللہ ہی کی رضامندی کے لئے خرچ کرو - اور جو اچھی چیز تم خرچ کرو گے - اس کا پورا اجر تم کو دیا جائے گا - اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا -

جو اللہ کی رضامندی کے لئے خرچ کرے گا - وہ دوزخ کی آگ سے بچ جائے گا - اور جنت میں داخل ہو گا -

وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی ○ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ج وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰٓی ۙ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ○ (اللیل آیت ۱۷-۲۱)

ترجمہ:- اور اس آگ سے وہ بڑا پرہیزگار دور رہیگا - جو اپنا مال دیتا ہے - تاکہ وہ پاک ہو جائے اور کسی پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جائے - وہ تو صرف اپنے سب سے برتر رب کی رضامندی کے لئے دیتا ہے - اور وہ عنقریب خوش ہو جائیگا -

یعنی دوزخ کی آگ سے پرہیزگار بچیگا - جو اپنا مال صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق خرچ کرتا ہے - اس کا خرچ جائز امور میں ہوتا ہے اور مال خرچ کرتے وقت اس کے مدِّنظر صرف ایک ہی بات ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اس کا مولیٰ پاک اس سے خوش ہو جائے جو شخص اس جذبہ کے تحت خرچ کرتا ہے - اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے - اس کے ہر تھوڑے یا بہت خرچ کا اسے بہترین اجر ملے گا -

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ کَمَثَلِ جَنَّۃٍ بِرَبْوَۃٍ اَصَابَھَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُکُلَھَا ضِعْفَیْنِ ج فَاِنْ لَّمْ یُصِبْھَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ (البقرۃ آیت ۲۶۵ ع ۳۶) — !

ترجمہ:- اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اپنے دلوں کو مضبوط کر کے خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جس طرح بلند زمین پر باغ ہو اس پر زور کا مینہ برسا تو وہ باغ اپنا پھل دوگنا لایا اور اگر اس پر مینہ نہ برسا - تو شبنم ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے -

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں :- "'مینہ' سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور 'اوس' سے مراد تھوڑا مال - سو اگر نیت درست ہے - تو بہت خرچ کرنا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے - جیسے خالص زمین پر باغ ہے جتنا مینہ برسے، اس کو فائدہ ہے - بلکہ اوس بھی کافی ہے - اور نیت درست نہیں تو جس قدر زیادہ خرچ کرے اور ضائع ہے - کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوا بھی زیادہ ہے - جیسے پتھر پر دانہ - جتنا زور کا مینہ برسے اور ہرج کرے - کہ مٹی دھوئی جاوے -"

جناب ایم عبد الرحمن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

اسلام میں پردہ کی اہمیت

قبل از اسلام لوگوں کی حالت

قبل از اسلام سرزمین عرب میں خدا کا نام تک کسی زبان پر نہ تھا۔ مختلف فرقے مختلف اوہام میں جکڑے ہوئے تھے۔ کوئی آتش پرستی کا شیدا تھا۔ کوئی ستارہ پرستی میں منہمک، کوئی تثلیث کا حامی اور کوئی بتوں کا معتقد تھا اور ہر ایک قبیلہ کے بتوں کا مرکز کعبہ تھا۔ کسی کا خدا ہبل تھا کسی کا صفا، کوئی عزیٰ کو اپنا خالق مانتا تھا تو کوئی نائلہ کو، کسی کو لات سے عقیدت تھی، کسی کو منات سے، غرضیکہ تین سو ساٹھ بت خانہ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے تھے جنکی پرستش ذریعۂ نجات سمجھی جاتی تھی اور ان سب کا اہتمام خاندانِ بنی ہاشم میں وراثتاً چلا آتا تھا۔

مذکورہ بالا تمام فرقے اپنے اپنے مختلف اعتقادات میں منہمک تھے۔ اپنی اپنی خواہشات کے تابع تھے۔ کسی کو کچھ خوف نہ تھا۔ ... قمار بازی رات دن کا ایک شغل تھا، شراب کا دَور دورہ تھا، بدکاری باعث فخر سمجھی جاتی تھی۔ باپ کا بیٹی سے اور لڑکے کا ماں سے ناجائز تعلق ہونا معیوب نہ تھا۔ لڑکی کو زندہ دَر گور کر دیا جاتا تھا۔ دن رات لہو ولعب باطل پرستی، خود غرضی، نفسانی خواہشات میں گزرتا تھا۔

پس اس بدترین حالت کو خدا نے جس مُقرّب بندے کی ذاتِ ستودہ صفات سے احسان فرما کر بہتر بنایا۔ وہ ہادیٔ اسلام حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ---- !

مذہبِ اسلام کا دعویٰ ہے کہ یہ دین سب سے آسان ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ اس میں دین و دنیا کی وہ تمام باتیں موجود ہیں۔ جنکی ہر ایک انسان کو ضرورت ہے۔ اور وہ ایسی صاف بتلائی گئی ہیں کہ جن کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقّت نہ ہو۔

پردہ کی ابتدا

مدینہ شریف میں جبکہ مسلمانوں کی تعداد ابھی بہت تھوڑی تھی۔ اور اُن کا دُنیاوی طرزِ تمدن ابھی زیادہ تبدیل نہ ہوا تھا۔ مسلمانوں کی مستورات بھی تقضائے حاجت کے لئے اُس زمانہ مروّجہ کے مطابق کھیتوں میں باہر جایا کرتی تھیں اور رات کے وقت کسی خاص پردے کا انتظام نہ تھا۔ بدن کے تین کپڑوں ہی میں وہ باہر نکلا کرتی تھیں۔ شریف رزیل، آزاد اور کنیز میں امتیاز کرنا بھی مشکل تھا۔ لعض شریر لوگ بلا کسی امتیاز کے مسلمان مستورات پر بھی آوازے کس دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو انہوں نے لعض نامی شریروں کو سختی سے متنبّہ کیا۔ لیکن اُنھوں نے اس بات کا یہی جوابدیا کہ ہم کو اس بات کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ مسلمان شریف عورتیں ہیں۔ ہم تو اکثر شریر عورتوں اور بدکار لونڈیوں ہی کو چھیڑا کرتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی مستورات کے لباس میں کوئی خاص نشان مقرّر کر دیں۔ تاکہ ہمیں آئندہ دھوکہ نہ ہو۔ اس لئے مسلمانوں کو ضرورت ہوئی۔ کہ ایسی بدنامی اور شرارت سے عورتوں کو بچانے کے لئے کوئی خاص نشان پیدا کیا جائے۔ اور یہی پردہ کا آغاز ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مشیّت الٰہی سے تین باتوں میں موافقت کی۔ ایک بار میں نے عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم مقامِ ابراہیمؑ کو جائے نماز مقرّر کر لیں تو کیا حرج ہے۔ اس پر یہ آیت وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى نازل ہوئی۔

ایک بار میں نے عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! حضورؐ کے پاس نیک اور بد سبھی طرح کے آدمی آتے ہیں۔ اگر آپ بیویوں کا پردہ کا حکم دیدیں تو مناسب ہے۔ اس پر آیتِ حجاب، نازل ہوئی اور تیسری بار بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے میں۔

یہ بات تو بہت مشکل ہے۔ کہ مرد اور عورتیں ایک دوسرے سے بالکل جدا رہیں اور کسی مرد کے سامنے بالکل آنے ہی نہ پائیں۔ ایسا کرنے سے دُنیا کا انتظام قائم رہنا مشکل ہے۔ لیکن عورتیں اگر مردوں کی طرح لغیر پردہ کے مردوں سے ملیں جُلیں۔ اس سے اخلاقی حالت پر بہت بُرا اثر پڑنے کا احتمال ہے

پردے کے فائدے

پردہ عورت کا جوہر ہے۔ جو ہر طرح قابل ستائش ہے۔ بے پردگی نہ صرف خلاف فطرت ہے۔ بلکہ اس کی بدولت جو خرابیاں وقوع میں آتی ہیں۔ اُن کا بتلانا تحصیل حاصل ہے۔

پردہ کو ایک قسم کی قید اور جبر خیال کرنا محض ایک غلط خیال ہے۔ بلکہ عصمت وعفّت کے لئے پردہ کی پابندی ضروری ہے ---!

شرم وحیا کی خصلت کا محافظ پردہ ہے اور پاکدامنی عورت کا بے بہا زیور ہے ہر ایک برائی سے اپنے آپ کو روکنا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھنا زبان کو فحش کلامی سے باز رکھنا عصمت کا ظاہری ثبوت ہے۔

عورت کا صحیح مقام

عورت کا صحیح مقام اُس کا گھر ہے۔ گو لعض حالات میں بہ امر مجبوری لعض تعلیم یافتہ عورتیں ملازمتیں اختیار کر لیتی ہیں۔ لیکن ان مجبوریوں سے ہٹ کر انہیں چراغ محفل بننے کی بجائے چراغ خانہ ہی بننا چاہیئے۔ اگر کسی مجبوری کے ماتحت ملازمت اختیار ہی کرنی پڑے تو کیا یہ ضروری ہے۔ کہ بے باکیوں اور بے حجابیوں کا مظاہرہ بھی کیا جائے۔

عورت کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے۔ کہ وہ فرائض خانگی کی سرانجام دہی بالخصوص آئندہ نسلوں کی صحیح نشو و نما اور معاشرے کی اخلاقی و روحانی قوت کی بحالی کے لئے ... جدّو جہد کرے۔ اس کے برخلاف مرد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ باہر کی دُنیا میں اپنے قوّتِ بازو سے اس عظیم مقصد کے حصول کی خاطر اسباب کی تلاش کرے۔ جس کے لئے پوری نوعِ انسان کو عالم وجود میں لایا گیا اور اس سلسلے میں عورت، اُس کا ہاتھ بٹائے۔ اطاعت و فرمانبرداری اس کا شیوہ ہو، راستی، پاکبازی اور شرم و حیا اسکا زیور ہو، امانت و دیانت، اور خوفِ خدا اس کا رفیقِ خلوت ہو۔

عورت، اور مرد کا دائرۂ عمل الگ کرنا خود فطرت کا تقاضا ہے۔ فطرت نے ماں بننے کی خدمت عورت کے سپرد کر کے

آپ ہی بتا دیا۔ کہ اس کام کی اصل جگہ کہاں ہے اور باپ بننے کا فرض مرد کے ذمہ ڈال کر خود اشارہ کر دیا ہے۔ دونوں کو الگ الگ جسم دیئے گئے ہیں۔ الگ الگ قوتیں دی گئی ہیں۔ الگ الگ صفات دی گئی ہیں۔ الگ الگ نفسیات دی گئی ہیں۔ فطرت نے جسے ماں بننے کے لئے پیدا کیا ہے اُسے صبر و تحمّل بخشتا ہے اُس کے مزاج میں نرمی پیدا کی ہے۔ اُسکو وہ چیز دی گئی ہے جسے ماتا کہتے ہیں اگر وہ ایسی نہ ہوتی تو ہم اور آپ مِل کر بخیریت جوان نہ ہو سکتے۔

آپ اس تقسیم کو مٹانا چاہتے ہیں تو پھر یہ فیصلہ کر لیجئے کہ اب دُنیا کو ماؤں کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑی مدّت نہ گزرے گی کہ انسان ہائیڈروجن اور ایٹم بم کے بغیر ہی فنا ہو جائے گا۔

انسانیت کی خدمت کا آدھا حصہ تو وہ ہے جسے پورے کا پورا عورت سنبھالتی ہے۔ کوئی مرد اس میں ذرہ برابر بوجھ نہیں بٹا سکتا۔ باقی آدھے میں آپ کہتے ہیں کہ وہ بھی عورت ہی اُٹھائے۔

آپ یہ کہتے ہیں کہ پردہ ترقی میں حائل ہے۔ آپ کو اصرار ہے۔ کہ عورت ماں بھی بنے اور مجسٹریٹ بھی، اور پھر ناچ گا کر مردوں کا دل بہلانے کے لئے بھی وقت نکالے۔

عظیم الشان لوگ جاہل ماؤں کی گودوں میں تو پل کر نہیں نکلے تھے خود عورتوں ہی میں بڑی عالم اور فاضل خواتین کے نام اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں وہ علوم و فنون اور ادب میں کمال رکھتی تھیں۔ پردے نے تو مسلمانوں کو اس ترقی سے نہیں روکا تھا ہاں البتہ اگر کسی کے نزدیک ترقّی بس وہی ہے جو اہلِ مغرب نے کی ہے۔ تو بلا شبہ پردہ اس میں بُری طرح حائل ہے۔

ارشاداتِ نبویؐ

(۱):- ترمذی وغیرہ میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ عورت سر تا پا پردے کی چیز ہے۔ یہ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان جھانکنے لگتا ہے۔ یہ سب سے زیادہ خدا سے قریب اُس وقت ہوتی ہے جبکہ یہ اپنے گھر کے اندرونی حجرے میں ہو۔

(۲):- ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔ کہ عورت کی اپنے گھر کی اندرونی کوٹھڑی کی نماز گھر کی نماز سے افضل ہے۔ اور گھر کی نماز صحن کی نماز سے بہتر ہے۔ جاہلیّت میں عورتیں بے پردہ پھرا کرتی تھیں۔ اب اسلام بے پردگی کو حرام قرار دیتا ہے۔

پردہ کی اہمیّت

آج کل بے پردگی کا انجام دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ عورت کے لئے پردہ بہت ضروری ہے۔ کیونکہ پردہ ہی عورت کے لئے اچھے کیریکٹر کا ضامن ہو سکتا ہے۔ شاید آپ کو یاد نہ ہو۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ رومن قوم نے پردہ کی وجہ سے اتنی ترقی کی تھی۔ کہ دُنیا بھر میں اُس کی ترقی کا چرچا ہونے لگا تھا۔ وہاں انقلاب سے قبل بقول مولانا آزاد مرحوم دایہ بھی گھر سے باہر نکلتی تھی۔ تو بھاری نقاب سے اپنا چہرہ چھپا لیتی تھی اور اس کے اوپر ایک موٹی چادر اوڑھتی جو ایڑی تک لٹکتی رہتی تھی۔ پھر اُس چادر پر بھی ایک عبا اور اوڑھی جاتی۔ کوئی عورت دروازے سے باہر جھانکتی بھی نہ تھی۔ بہرحال جس جگہ کی دایہ اس طرح کا پردہ کرتی ہو، وہاں کی بیگمات کا تو کیا ذکر؟

مگر افسوس ہے کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی آج مسلمانوں نے بھی اپنی عورتوں کو بے پردہ مردوں کے دوش بدوش چلنے کی اجازت دے کر تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ فرانس، انگلستان، جرمنی اور امریکہ وغیرہ جو آج ترقّی پسند ممالک کہلاتے ہیں، وہاں بے پردگی ہی پر کیا منحصر ہے۔ کلبوں میں برہنہ ڈانس بھی ہوتے ہیں اور اسے تہذیب کا لازمہ شمار کیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس دُنیا کے عظیم اور تہذیب و تمدّن کے علمبردار مذہب یعنی اسلام نے پردے کے متعلق سخت تاکید کی ہے۔ مسلمان حکومتوں کو اس مسئلہ کی طرف خاص توجّہ دینی چاہیئے اور اُن خرابیوں کا دروازہ بند کرنا چاہیئے۔ جو مخلوط سوسائٹی میں عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول سے پیدا ہوتی ہیں۔

دوسرے یہ کہ عورتوں اور مردوں کا دائرہ عمل الگ الگ کیا جائے۔ تاکہ فطرت نے جو فرائض عورت کے سپرد کئے ہیں وہ سکون کے ساتھ انجام دے سکے۔ اور جو خدمات مرد کے سپرد کی گئی ہیں انہیں وہ بھی اطمینان کے ساتھ بجا لاسکے۔ تیسرے یہ کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط اور محفوظ کیا جائے۔ جس کی اہمیّت زندگی کے دوسرے نظاموں سے کچھ کم نہیں۔

مخلوط سوسائٹی میں جہاں بن سنور کر عورتیں آزادانہ پھریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے ساتھ کام کریں۔ وہاں اخلاق بگڑنے سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ جرائم کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر یہ کہنا کہ ان خرابیوں کا اصل سبب پردہ ہے۔ جب پردہ نہ رہیگا۔ تو لوگوں کا دل عورتوں سے بھر جائے گا بالکل غلط ہے۔ جہاں پوری بے پردگی تھی۔ وہاں لوگوں کے دل نہ بھرے اور اُن کی خواہشات کے تقاضوں نے عُریانی تک نوبت پہنچائی۔

خصوصیّت کا اثر

قاعدہ کی بات ہے کہ کسی کی خصوصیّت سے جو اثر دل پر پڑتا ہے وہ مٹائے نہیں مٹ سکتا۔ اگر ہم کسی خوبصورت شئے کو دیکھ لیں تو بالضّرور ہمارے دل میں خواہش پیدا ہو گی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ جو نہایت غیّور اور اعلیٰ درجہ کے مدبّر خلیفۂ اسلام اور آنحضرتؐ کے جاں نثار دوست تھے۔ اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ مسلمان عورتیں ایسی حالت میں رہنی چاہئیں۔ کہ جس سے اتنا تو معلوم ہو کہ یہ مسلمان عورتیں ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ فلاں عورت ہے اور فلاں گھرانے کی ہے۔ خوبصورت ہے یا بدصورت ہے۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت اُم المؤمنین حضرت سودہؓ قضائے حاجت کے لئے باہر جا رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو پہچان کر کہا۔ اے سودہؓ! میں نے تم کو پہچان لیا ہے۔ منشاء یہ تھا کہ ایسی حالت میں آپ کو باہر نکلنا چاہیئے تھا۔ کہ جس سے تم ظاہر نہ ہوتیں۔ چنانچہ حضرت سودہؓ الٹے پاؤں وہاں سے لوٹ آئیں۔ اور حضورؐ سے یہ واقعہ بیان فرمایا۔

قرآنی شواہد

(۱):- یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ٥ پ ۲۲ ع ۵۔

ترجمہ:- اے نبیؐ! اپنی عورتوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں

نیچے لٹکا لیں۔ اس میں بہت قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں۔ تاکہ کوئی اُن کو نہ ستائے اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

روایات میں ہے کہ مسلمان مستورات جب ضروریات کے لئے باہر نکلتیں بدمعاش منافق تاک میں رہتے اور چھیڑ چھاڑ کرتے پھر پکڑے جاتے تو کہتے ہم نے سمجھا نہیں تھا کوئی شریف عورت ہے۔ لونڈی باندی سمجھ کر چھیڑ دیا تھا۔

اس آیت میں حکم دیا بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکائیں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیئے لونڈی باندیوں کو ضرورت شدیدہ کیوجہ سے اِس کا مُکلّف نہیں کیا۔ کیونکہ کاروبار میں بڑا حرج واقع ہوتا ہے۔

یہ تو آزاد عورتوں کے متعلق انتظام تھا کہ انہیں پہچان کر ہر ایک کا حوصلہ چھیڑنے کا نہ ہو۔ اور جھوٹے عذر کرنے کا موقعہ نہ رہے۔

(۲) :۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ط پ ۲۲ ع ۴

اور جب تم بیبیو سے کوئی کام کی چیز مانگنے جاؤ تو پردہ کے باہر سے مانگ لو۔ اس طرح تمہارے دل کو اور اُن کے دِل کو سُتھرائی ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھلائے جب کبھی آنحضرتؐ کے گھر کھانا کھانے کے لئے جمع ہوتے تو بعد میں باتیں کرنے لگ جاتے۔ آنحضرتؐ کا آرام کا مکان وہی ہوتا تھا۔ آپؐ شرم کی وجہ سے نہ فرماتے تھے کہ اُٹھ جاؤ۔ اُن کے واسطے اللہ نے فرما دیا اور اس آیت میں پردہ کا حکم ہوا کہ کوئی چیز مانگنی ہو تو وہ بھی پردہ کے پیچھے سے مانگیں۔ اس عمل سے جانبین کے دل سُتھرے اور صاف رہتے ہیں اور شیطانی وسوسے جڑ سے اُکھڑ جاتے ہیں۔

مسئلہ استیذان

(کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت حاصل کرنا)

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ الخ

(پارہ ۱۸ ۔ رکوع ۱۰)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر مت جایا کرو۔ جب تک اجازت نہ لے لو اور اُن گھر والوں پر سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ پھر اگر اُس گھر میں کسی کو نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ ملے داخل نہ ہو اور اگر تم کو لَوٹ جانے کا حُکم ملے تو پھر لَوٹ جاؤ۔ اس میں تمہارے لئے سُتھرائی ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

مطلب :۔ اپنے گھر کے سوا کسی دوسرے کے رہنے کے گھر میں یُوں ہی بلا اجازت نہ گھُس جاؤ۔ کیا جانے وہ کس حال میں ہے اور اُس وقت کسی کا اندر آنا پسند کرتا ہے یا نہیں۔ لہذا اندر جانے سے پہلے آواز دے کر اجازت حاصل کر لے اور سب سے بہتر آواز سلام کی ہے۔

حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ سلام کرے اور داخل ہونے کی اجازت لے اگر تین بار سلام کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔

فی الحقیقت یہ ایسی حکیمانہ تعلیم ہے کہ اگر اس کی پابندی کی جائے تو صاحب خانہ اور ملاقاتی کے حق میں بہتر ہے۔ مگر افسوس آج مسلمان اُن مفید ہدایات کو ترک کرتے جاتے ہیں۔ جن کو دوسری قومیں اُن ہی سے سیکھ کر ترقّی کر رہی ہیں۔ اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ گھر میں کوئی موجود نہیں۔ تب بھی دوسرے کے گھر میں مالک و مختار کی اجازت کے بغیر مت جاؤ۔ کیونکہ مِلکِ غیر میں بِلا اجازت تصرّف کا کوئی حق نہیں۔ نہ معلوم بلا اجازت چلے جانے سے کیا جھگڑا پیش آئے۔ ہاں صراحتًا یا دلالتًا اجازت ہو تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اگر داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو بُرا نہ مانو۔ بسا اوقات آدمی کی طبیعت کسی سے مِلنے کو نہیں چاہتی یا حرج ہوتا ہے یا کوئی ایسی بات کر رہا ہے جس پر غیر کو مُطلع کرنا پسند نہیں کرتا تو تم کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اس پر بوجھ ڈالو۔ اسی طرح بارِ خاطر بننے سے تعلقات اچھے نہیں رہتے۔

اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال قلبیّہ و قالبیّہ سے باخبر ہے۔ جو کچھ کرو گے اور جس نیّت سے کرو گے۔ حق تعالیٰ اس کے مناسب جزا دیگا اور اس نے اپنے علمِ محیط سے تمام امور کی رعایت کر کے یہ احکام دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام چھُپے کھلے حالات کی رعایت سے یہ احکامِ شریعت جاری کئے ہیں جن سے مقصود صرف یہ ہے کہ فتنہ و فساد کے سب دروازے بند ہو جائیں۔ مومن کو چاہیئے کہ اپنے دل میں اسی غرض کو پیشِ نظر رکھ کر عمل کرے۔

پردہ کے خاص اوقات

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ .... الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ط مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قف ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ط پ ۱۸ ع ۱۴

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! تم میں سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں اجازت لے کر آئیں اور جو تم میں سے عقل کی حد کو نہیں پہنچے تین اوقات میں فجر کی نماز سے پہلے اور جب دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز سے پیچھے۔ یہ تین وقت تمہارے بدن کھُلنے کے ہیں۔

(مطلب) :۔ ان تین وقتوں میں عمومًا زائد کپڑے اُتار دیئے جاتے ہیں یا سونے جاگنے کا لباس تبدیل کیا جاتا ہے اور میاں بیوی باہم بے تکلّف بھی زیادہ تر ان ہی اوقات میں ہوتے ہیں۔ اس لئے حکم دیا کہ ان تین وقتوں میں نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلام کو بھی اجازت لے کر آنا چاہیئے۔

شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور اگر پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر، اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی زائد کپڑے مثلاً برقع وغیرہ اُتار دیں تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ اُس زینت کا اظہار نہ ہو۔ جس کے چھپانے کا حکم وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ والی آیت میں دیا جا چکا ہے۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جوان عورتوں کے ستر میں رہنے کے متعلق

قرآن مجید کا منشا کیا ہے۔ یہ تو فتنہ کی روک تھام کے ظاہری انتظامات ہیں باقی پردہ کے اندر جو باتیں کی جاتی ہیں اور فتنے اٹھائے جاتے ہیں یاد رہے کہ خدا تعالیٰ اُن سب کو سُنتا اور جانتا ہے۔ اُسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

عام قاعدہ ہے کہ عورتیں اپنے گھر میں کام کاج کی حالت میں اکثر اوقات اپنے لباس کا کچھ حصہ، اور نہانے دھونے کے وقت تمام لباس اُتار دیتی ہیں۔ نیز اگر مرد گھر میں موجود نہ ہو تو زیادہ احتیاط نہیں کی جاتی۔ اس لئے ایسی حالت میں کسی مرد کا یکایک گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا عورتوں کی شرمندگی اور تکلیف کا باعث ہے۔

بدنظری زنا کی پہلی سیڑھی ہے

بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآن کریم نے بدکاری اور بیحیائی کا انسداد کرنے کے لئے اوّل اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا۔ یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔ اگر ایک مرتبہ بیساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اسطرف نظر نہ کرے۔ کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اُس کے اختیار سے ہو گا۔ جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور ارادہ و اختیار سے ناجائز امور کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ پہلی مرتبہ اچانک جو بیساختہ نظر پڑتی ہے از راہِ شہوت و نفسانیت نہیں ہوتی۔ اس لئے حدیث میں اسکو معاف رکھا گیا ہے۔

آنکھ کی چوری، دلوں کے بھید، اور نیتوں کا حال خدا کو سب معلوم ہے۔ لہٰذا اُس کا خیال کرکے بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے انسان کو بچنا چاہیئے۔ ورنہ وہ اپنے علم کے موافق سزا دیگا۔

(۳):- قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ پ ۱۸ ع ۱۰

ترجمہ:- ایمان والوں کو کہدیں کہ وہ اپنی آنکھیں ذرا نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو تھامتے رہیں۔ اسمیں ان کے لئے خوب ستھرائی ہے۔ بیشک اللہ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں کو بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھیں ذرا نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو تھامتی رہیں۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (پ ۱۸ ع ۱۰)

ترجمہ:- اور اپنا سنگار نہ دکھلائیں مگر جو اُس میں سے کھلی چیز ہے۔

(مطلب):- سنگار عُرف میں خارجی اور کسبی آرائش کو کہتے ہیں جو لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو۔ زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور کسبی زینت کو شامل ہے خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار سوائے محرموں کے اور کسی کے سامنے جائز نہیں ہاں امر مجبوری جس قدر زیبائش کا ظاہر کرنا ناگزیر ہے اُسکے کھلا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ حدیث و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں اِلَّا مَا ظَهَرَ میں داخل ہیں کیونکہ بہت سی دینی اور دنیاوی ضروریات انکے کھلا رکھنے میں مجبور کرتی ہیں۔ اگر ان کے چھپانے کا مطلقاً حکم دیا جائے تو عورتوں کے لئے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئے گی۔

بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں چیز سینہ کا اُبھار ہے۔ اس ستر کی خاص تاکید فرمائی۔ جاہلیت میں عورتیں اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونو پلّے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔ یہ گویا حُسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لا کر گریبان پر ڈالنا چاہیئے تاکہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پوری طرح چھپے رہیں۔

مسلمان عورتوں کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں اور اپنے خاوند کے سوا کسی کو واشگاف نظروں سے دیکھنا نہیں چاہیئے ـــ!

ابوداؤد اور ترمذی میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت اُمِّ سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی تھیں جبکہ ابن اُمِّ مکتومؓ تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ پردے کی آیتیں اُترنے کے بعد کا ہے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ پردہ کر لو۔ انہوں نے کہا یارسول اللہؐ! وہ تو نابینا ہیں نہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو کہ اسے نہ دیکھو۔

عورتوں کو اپنی عصمت کا بچاؤ کرنا چاہیئے اور چاہیئے کہ اپنا آپ کسی کو نہ دکھلائیں۔ اجنبی غیر مردوں کے سامنے اپنی زینت کی کسی چیز کو ظاہر نہ کریں۔ ہاں جسکا چھپانا ممکن ہی نہ ہو اُس کی علیحدہ بات ہے جیسے چادر یا اوپر کا کپڑا وغیرہ جن کا پوشیدہ رکھنا عورتوں کے لئے ناممکنات میں سے ہے۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ کسی عورت کو جائز نہیں کہ دوسری عورت سے مل کر اُسکے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ کسی مسلمان عورت کو حلال نہیں کہ وہ اپنا جسم کسی غیر مسلم عورت کو دکھلائے مسلمان عورت کو ننگے سر کسی مشرکہ عورت کے سامنے ہونا جائز نہیں۔ مشرکہ عورتوں میں سے جو لونڈیاں باندیاں ہوں۔ وہ اس حکم سے خارج ہیں۔

فرمایا کہ عورتیں اپنے پاؤں کو زمین پر زور سے مار کر نہ چلیں تاکہ پاؤں کا زیور بجے۔ اسلام نے اس سے منع فرما دیا۔ عورت کو گھر سے عطر اور خوشبو لگا کر باہر نکلنا بھی ممنوع ہے۔ ترمذی میں ہے کہ ہر آنکھ زانیہ ہے۔ عورت جب عطر لگا کر پھول پہنکر جھکتی ہوئی مردوں کی کسی مجلس سے گذرے تو وہ ایسی اور ایسی ہے۔ یعنی زانیہ ہے۔ ترمذی میں ہے کہ اپنی زینت کو غیر جگہ ظاہر کرنیوالی عورت کی مثال قیامت کے دن اُس اندھیرے جیسی ہے۔ جس میں نور نہ ہو۔

خلاصہ احکام قرآنی

(۱):- وہ ایک دوسرے کی طرف نظر نہ اٹھائیں۔ مرد بغیر اجازت کسی کے گھر داخل نہ ہوں۔

(۲):- اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

(۳):- عورتیں اپنی زینت کے وہ مقامات جو کام کاج کے لئے ناچار کھلے رہتے ہیں، اُن کو اپنے شوہروں کے سامنے، عورتیں یا اپنی لونڈیوں کے سامنے، کمسن بچوں کے سامنے، غلاموں یا خواجہ سراؤں کے سامنے پردہ میں لانا ضروری نہیں۔

(۴):- عورتیں اپنی کسی حرکت سے بھی اپنی زینت کو ظاہر ہونے نہ دیں۔

پس ثابت ہوا کہ عورتوں کے تمام

جسم پر جہاں جہاں اُنکی زینت ظاہر ہو وہ سب جگہ پردے کے قابل ہے ۔ اس لحاظ سے مسلمان عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصّہ بھی غیروں کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دینا چاہیئے ۔ البتہ زیب و زینت کے وہ مقامات جن کے ڈھانپنے سے کام کاج آرام و آسائش ، صحت و تندرستی میں خلل واقعہ ہو ۔ مثلاً چہرہ ، ہاتھ ، پاؤں ننگے رکھنے چاہئیں لیکن وہ بھی اُن شخصوں کے سامنے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے ۔ (محرم)

نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دیگئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور ان اعضاء کا نظارہ کیا کریں ۔

عورتوں کی چال ڈھال ایسی نہیں ہونی چاہیئے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے اجنبیوں کو اُدھر میلان اور توجہ ہو ۔ بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کیلئے متحرک ہوجاتی ہے ۔

مجالس اور دعوتوں وغیرہ میں عورتوں کا مردوں کے ہمراہ بے حجاب بیٹھنا اور نظارہ بازی سے بڑھ کر اور کوئی فساد نہیں ۔ عورتیں جو چادر اور نقاب اوڑھتی ہیں یہ کافی نہیں ۔ بلکہ جب سفید چادر اور رنگین برقعہ اوڑھتی ہیں تو اس سے اور بھی خرابی پیدا ہوتی ہے باپ بھائی اور شوہر جو اس کی اجازت دیں وہ بھی گناہ میں شامل ہونگے ۔

اور عورتوں کے لئے یہ امر جائز نہیں کہ وہ غیر محرم مردوں سے باتیں کریں ۔ اگر کہیں اتفاق ہو جائے تو نہایت سختی سے گفتگو کریں ۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج پ ۸ ع ۶

ترجمہ :۔ اور کسی بے حیائی کے قریب نہ جاؤ ، خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ ۔

دواعی نظر بد ، ناچ رنگ سینما شہوت انگیز قصے یعنی ناول اور اشعار ، گالی گلوچ ، ننگی تصاویر رکھنا ، دیکھنا اور فحش بکنا یہ تو ظاہری بے حیائی ہیں اور باطن کی بے حیائی یہ ہے کہ دل میں بُرے خیالات کو جگہ دینا ، تصوّرات فاسدہ اور شہوت انگیز سے لذّت اٹھانا ، ان سب سے بچنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ روح کو تاریک کرتی ہیں اور اس سے دُنیا میں فساد ، فتنہ اور سینکڑوں آفتیں پیدا ہوتی ہیں ۔

عورتوں کو باریک اور تنگ لباس پہننا نہیں چاہیئے

عورتیں اگر بہت چست اور ایسا باریک لباس پہنتی ہوں ۔ کہ جس سے جسم کی بے پردگی ہوتی ہو تو جو مرد عورتوں کو ایسے لباس خود لاکر دیتے ہیں وہ فاسق ہیں ۔ عورت کو چست اور باریک لباس ہر گز پہننا نہیں چاہیئے کیونکہ ایسا لباس ننگا ہونے کے برابر ہے ۔

اکثر عورتیں سر ننگا رکھنے کی عادی ہوتی ہیں ، یہ سخت بے شرمی کی بات ہے ۔ عورت کے سر کے بال سب عورت (ستر) ہوتے ہیں ۔

تماشوں ، میلوں ، باجوں اور رقص و سرود کی محفلوں میں مردوں اور عورتوں کا اجتماع اور تصادم سخت گناہ ہے اور بیحیائی ہے جو لوگ رقص و سرود کی محفلیں کراتے ہیں اُن کو ایک تو نفس فعل پر گناہ ہوتا ہے دوسرے جتنے لوگ اُن میں شریک ہوتے ہیں ان سب کا گناہ بھی مجالس رقص و سرود کرانے والے پر علیحدہ ہوتا ہے ۔

کالجوں میں مخلوط تعلیم ہرگز ہرگز نہیں ہونی چاہیئے ۔ !

حیاداری انسان کا زیور ہے ۔ جسمیں یہ خوبی نہیں وہ محض حیوان ہے ۔ جس کو انسانیت سے کچھ حصّہ نہیں ۔

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (حدیث)

ترجمہ :۔ حیاداری ایمان سے ہے ۔

ایماندار جنّت میں ہے اور جفاکار دوزخ میں ہے ۔ حیا اور ایمان دونوں ساتھ کی چیزیں ہیں ۔ جب ایک کو اُن میں سے اُٹھا دیا جاتا ہے تو ساتھ ہی دوسری بھی اُٹھ جاتی ہے ۔ حیا سے ہمیشہ بہتری ہی صادر ہوتی ہے ۔ ہر دین کی ایک خاص خصلت ہوتی ہے ۔ اسلام کی وہ خصلت حیا ہے ۔

پردے کو ایک قسم کی قید اور جبر خیال کرنا لغو خیال ہے بلکہ عصمت و عفت کے لئے پردہ کی پابندی نہایت ضروری ہے ۔ شرم و حیا کی خصلت کا محافظ پردہ ہے اور پاکدامنی عورت کا بے بہا زیور ہے ۔

دُنیاوی لحاظ سے تو ہر ایک عورت اپنی پاکدامنی ظاہر کرتی ہے ۔ لیکن خدا کے احکام کو مدِّ نظر رکھ کر دل میں پاکدامنی کی وقعت اور اسکی حقیقی مسّرت کا یقین ہونا چاہیئے ۔ اور اس پر عمل کیا جائے ۔ پردہ نشین پاک نفس مستورات نہ صرف دنیا میں ممتاز ہو سکتی ہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کا نیک نام باقی رہتا ہے ۔ ہر ایک مذہب میں پاکدامنی کا حکم ہے ۔ اس لئے ہر عورت کو اپنی عصمت کا خود نگہبان ہونا چاہیئے اور دنیا میں اس ظاہری نگہبانی کا نام پردہ ہے ۔

عورتوں کو لازم ہے کہ بلا ضرورت اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں اور بالاخانہ پر نہ چڑھیں کہ اُن کو لوگ دیکھیں اور گھر کے باہر نظر نہ ڈالیں ۔ بازاروں میں خود سودا سلف نہ خریدیں ۔ اُن کے شوہروں اور سرپرستوں کو چاہیئے کہ وہ تمام ضرورت کی چیزیں انہیں گھر پہنچائیں ۔ عورتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر نہ چھوڑیں سوائے خاص ضرورتوں کے ، جیسے عیادت و تعزیت والدین وغیرہ ۔

مخالفین پردہ کا اعتراض ہے کہ پردہ حائل ترقی ہے ۔ پردہ نشین عورتیں چاردیواری میں کچھ نہیں کر سکتیں ۔

یہ نہ صرف دلائل بلکہ واقعات کے لحاظ سے بھی غلط ہے ۔ ہر ایک طبیعت میں حیا و شرم خدا کی بخشی ہوئی عنایت ہے اور بہ نسبت مردوں کے عورتوں میں شرم و حیا قدرتی طور پر زیادہ ہے ۔ اس خیال سے جس قوم میں پردہ کی رسم ہے وہ بدتہذیب اور ناسمجھ قوم نہیں کہلا سکتی ۔ بلکہ وہ فطرتاً مہذّب ہے ۔

عورتوں کا اپنے گھروں سے نوحہ یا معاصی کے لئے نکلنا حرام ہے ۔ اسی طرح شادیوں میں اُن کا بن ٹھن کر نکلنا ، لہو ولعب کرنا اور نامحرموں سے ہنسی مزاح کرنا حرام ہے ۔ بلند آواز سے گانا ، ڈھول دف یا دیگر آلات موسیقی بجانا حرام ہے ۔

(۳) :۔ رضیہ سلطانہ شاہ التمش کی بیٹی بڑی بہادر عورت تھی ۔ شاہان ہند کا معمول تھا کہ جب کبھی وہ شکار کو جاتے تو کل بیگمات اور کنیزیں بھی پینسوں میں بیٹھ کر اُن کے ہمراہ ہوتی تھیں ۔ ایک دن شاہ التمش شیر کے شکار کو جا رہے تھے حسب دستور بیگمات کی پینسیں بھی پیچھے تھیں ۔ جن میں رضیہ سلطانہ بھی تھی ۔ جھاڑیوں میں سے ایک شیر نکلا ۔ حملہ کرنے ہی کو تھا کہ رضیہ سلطانہ نے جھٹ پٹ تلوار کے ایسے وار کئے کہ شیر نیم جان ہو کر گر پڑا

اُمِّ عمارہؓ بنت کعب انصاریہ بیعت عقبہ میں شریک تھیں ۔ اپنے شوہر زید ابن عاصم کے ہمراہ جنگ اُحد میں موجود تھیں یمامہ کے روز آپ اس قدر لڑیں کہ آپ کے جسم پر بارہ زخم آئے تھے اور ایک ہاتھ بیکار ہو گیا تھا (مشکوٰۃ)

اُمِّ حرام بنت ملحان ابن خالد ۔ آپ حضرت اُمِّ سلیم کی ہمشیرہ ہیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن صامت کی زوجیت میں تھیں ۔ دوم

جنگ میں اپنے شوہر کے ہمراہ شہید ہوئیں۔

آج کل فیشن کے دلدادہ لوگوں کے دماغوں میں یہ سودا بھرا ہوا ہے۔ کہ ہماری عورتیں بھی بے پردہ عورتوں کی طرح مردوں کے ساتھ گھومتی پھریں۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ہے جو عورتوں کے دلی جذبات کا خون کرے اور کہ کسی وقت بھی وہ اپنا دل نہ بہلائیں۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو عورتوں کے لئے ہر قسم کی راحت اپنا گھر ہے۔ اُن کی تفریح، اُن کی صحت کا راز باغوں اور سڑکوں میں نہیں بلکہ گھر کے کام کاج اور انتظام میں ہے۔ گھر کی صفائی، سامان کی ترتیب اور حفاظت کرتے رہنا ورزش سے زیادہ صحت کیلئے مفید ہے ان کو باغوں یا عجائب گھروں اور کھیل تماشے دیکھنے سے زیادہ اپنے بال بچوں میں زیادہ فرحت حاصل ہو سکتی ہے!

اشاعتِ اسلام اور تعلیم دین کے علاوہ ازواج مطہرات کا حفاظتِ اسلام اور تنظیم ملت کے کاموں میں بھی بہت بڑا ہاتھ تھا۔ جنگِ اُحد میں حضرت عائشہؓ اور اُمِ سلمہؓ زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

یرموک کی لڑائی میں حضرت جویریہؓ نے بڑی دلیری سے جنگ کی۔ ۳۵ھ میں جب باغی جماعت نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا۔ تو حضرت صفیہؓ نے انہیں بہت مدد دی۔ پھر اسی سال جب نظامِ اسلام درہم برہم ہو گیا تو حضرت عائشہؓ حفاظتِ اسلام کے لئے میدان میں نکل آئیں اور اصلاح کا علم بلند فرمایا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الحاصل

(۱):- پردۂ نسواں کاروبار کے لئے مخل نہیں ہے۔

(۲):- پردہ مضرِ صحت نہیں ہے۔

(۳):- پردہ خوبصورتی کو زائل نہیں کرتا۔

(۴):- پردہ مخلِ تفریح نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ:-

بستا ہے شہر......

(صـ۱۹ سے آگے)

مینڈک اور مچھلی وغیرہ ہے۔

یہ "پیرو" ہے۔ مور کی طرح ناچتا ہے اور ہاتھی کی طرح لمبی ناک ہے۔ سینے میں موٹے موٹے بالوں کی داڑھی ہے یہ نر ہے۔ یہ ترکی کا مرغ کہلاتا ہے؟ یہ دانیدار مرغ "تیتری یا گنی فاول" کہلاتا ہے۔ اس کے سر پر ایک سینگ سا ہوتا ہے یہ معمولی سی پرواز بھی کرتا ہے اور ساحل گنی کے علاقے میں عام پایا جاتا ہے۔

ان کے ساتھ ہی چند ولائتی مرغوں کی اقسام ہیں۔ سفید "وائٹ لگ ہارن" سرخی مائل زرد "بیو ہما شائر گہرے سرخ" روڈ آئی لینڈ ریڈ" چترے، پلائی موتھ، سیاہ موٹے، اسٹرلاگ اور سیاہ دبلے مع سفید لمبے کان، بلیک منارکہ۔

یہ چھوٹے چھوٹے ڈبلے اور سیاہ رنگ کے چوہوں کی سی شکل کے مگر بے دم ساحل گنی کے "سُور" ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے اُڑنے والے جنگلی مرغ ہیں۔ سفید اور سرخ رنگ کی فاختائیں "قمری" ہیں اور یہ بھورے اور سلیٹی رنگ کی "فاختہ" کہلاتی ہے۔ یہ پتلی پتلی ٹانگوں والی "ٹیٹری" ہے جو رات کو سوتے وقت ٹانگیں آسمان کی طرف اٹھا کر سوتی ہے کہ شاید اگر آسمان گر پڑے تو اُسے چوٹ نہ لگ جائے اور وہ بچ جائے۔ لیکن اُسے افسوس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اسکی ٹانگوں سے مضبوط اوپر کوٹھڑی کا چھت ہے جو اُسے محفوظ رکھیگا۔ یہ سیاہ اور خاکی رنگ کے "تیتر" ہیں اور یہ عموماً بلی اور گیدڑ وغیرہ کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور ان کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ہمیں کوئی چیز نظر نہیں آتی تو ہم بھی اُسے نظر نہیں آتے اور اسطرح یہ بآسانی انکا شکار ہو جاتے ہیں۔ انہی کے قد و قامت کا یہ خوبصورت پرندہ چکور کہلاتا ہے اور یہ چاند سے محبت کرتا ہے جب چاند کی چودھویں رات ہوتی ہے تو یہ چاند کیطرف پرواز کرتا ہے اور اُڑتے اُڑتے دم توڑ دیتا ہے اسے یہاں چاند تو شاید نظر آجاتا ہو مگر پرواز کرنی مشکل ہے اسلئے اسکی دم سلامت ہی رہتی ہے۔

آیئے اب ذرا پہاڑی کیطرف چلیں۔ یہ ہے سلہٹ کے پہاڑوں کی جنگلی بکری جسکی شکل و صورت ہرن سے ملتی جلتی ہے یہ قد میں تو بہت چھوٹی ہے لیکن بچے ایکساتھ تین تین دیتی ہے۔ جس سے اسکے دودھ کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے

یہ چاند نما اور بڑے بڑے موٹے سینگوں کے بل چھلانگ لگاتا ہے۔ آیئے اب آپ کو جنگل کے بادشاہ اور جنگل کے وزیر اعظم کے پاس لے چلیں۔

یہ بھورے رنگ کا خوبصورت اور قد آور جانور "ببر شیر" ہے یہ افریقہ میں عام پایا جاتا ہے۔ یہ ہے جنگل کا اصلی بادشاہ اسکی گردن پر بڑے بڑے بال ہیں اور یہ جنگلی جانوروں کا شکار کرتا ہے یہ بہت طاقت کا مالک ہے لیکن افسوس کہ یہ درخت پر نہیں چڑھ سکتا پانی میں نہیں تیر سکتا اور اونچی چھلانگ نہیں لگا سکتا۔ شیرنی اس سے قدرے چھوٹی ہے اور اسکی گردن پر بال نہیں ہوتے اسکا سب سے بڑا خاصہ یہ ہی کہ یہ جنگل میں کسی بے بس و مجبور جانور پر حملہ نہیں کرتا یہ دونوں شیر ببر چڑیا گھر لاہور میں ہی پیدا ہوئے اور گو جنگلی حالات سے بیخبر ہیں تاہم جنگلی جانوروں کا ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر شے میں خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ میں نسلی خصلت ضرور رکھتا ہے۔

یہ زرد اور سیاہ دھاریوں والا بھی شیر ہے اسکو ٹائیگر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ بنگال کے پہاڑی علاقے میں عام ملتا ہے یہ کود کے درخت پر تو نہیں چڑھ سکتا مگر پانی میں لودہر کیطرح تیرتا ہے یہ ظالم بہت زیادہ ہوتا ہے گو اگر یہ سیر ہو کر کھا چکا ہے تو بھی اگر اُسے کوئی جاندار چیز نظر آئیگی تو اسکو مار ڈالیگا لیکن آپ خوف نہ کھایئے یہاں یہ لوہے کی سلاخوں میں بند ہے یہ ہے جنگل کا وزیر اعظم جسے چیتے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ بہت خوبصورت رنگ رکھتا ہے لیکن جس قدر یہ خوبصورت ہے اتنا ہی یہ خطرناک بھی ہے ظلم کرنا اس پر ختم ہے۔ یہ درخت پر گلہری کیطرح جلدی چڑھتا ہے اور لنگور سے بھی اونچی اور لمبی چھلانگ لگاتا ہے یہ پانی میں تیرتا بھی ہے۔ جنگلی جانوروں کو بہت بیدردی سے ہلاک کرتا ہے۔

یہ مختلف قسم کے کبوتر ہیں۔ قاصد۔ لال نن۔ شیرازی قلغی والے نکے۔ میکپائی اور مقدس۔

یہ مختلف اقسام کے ہرن ہیں چنبل، چنکارہ، نگڑ نیلہ، سامبر، پاڑہ، بکّ، گرڑھل، کستورا اور مارخور۔

یہ چھوٹا سا گیدڑ نما جانور لومڑی ہے جو اپنی مکاری کیوجہ سے مشہور ہے اور یہ گیدڑ ہیں جو اپنی بزدلی کیوجہ سے معروف ہیں اور یہ ہیں بھیڑیئے جو اپنی دلیری کیوجہ سے مشہور ہیں۔

بھیڑیئے کی برادری میں سے "چرخ" نامی جانور بھی ہے جو گدھوں کا شکار کرتا ہے یہ بھیڑیئے سے قدرے موٹا تازہ ہے اور جسم پر سیاہ دھاریاں رکھتا ہے اسکے اگلے پاؤں بڑے اور طاقتور ہوتے ہیں اور پچھلے پاؤں چھوٹے اور کمزور ہوتے ہیں اسیوجہ سے اسے لک تڑونا بھی کہتے ہیں۔ یہ مختلف قسم کے بندر ہیں انکی خصلتوں سے ہر کوئی بخوبی واقف ہے یہ بڑے (ص۲)

(ص۲) بڑے بالوں والا خوبصورت اور جسیم بندر بابون ہے اور غالباً یہ شمال مشرقی عرب اور جنوب مغربی افریقہ میں پایا جاتا ہے اور اسے بندروں کا بادشاہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ "ہاتھی" ہے عموماً افریقہ میں پایا جاتا ہے اور بہت بھاری موٹا تازہ جانور ہے۔ بڑے بڑے کان ہیں اور لمبی ناک ہے جس سے ہاتھ کا کام لیتا ہے اور اسیلوجہ سے اسکا نام ہاتھی پڑا ہے اب آپ بھی تھک گئے ہونگے اور چڑیا گھر بند ہو رہا ہے اس لئے اب ہمیں چلنا چاہیئے۔

بچوں کا صفحہ:-

بستا ہے شہر اِک اور بھی

چڑیا گھر لاہور کا ایک تفریحی جائزہ

ایم اجمل جدون

★

لاہور کا چڑیا گھر ایشیا کے بڑے چڑیا گھروں میں سے ایک ہے۔ اس کے جائے وقوع سے لاہور کا ہر بچہ واقف ہے۔ یہ تقریباً ۱۸۷۲ء میں برطانوی حکومت کی زیرِ نگرانی ٹھیکیدار پنّا لال نے تعمیر کرایا۔ چڑیا گھر کے وجود میں لانے کا مقصد صرف سیر و تفریح اور عوام کی دلچسپی کا سامان مہیّا کرنا ہی نہیں، بلکہ عوام کو دُنیا کے دور دراز خطّوں اور جنگلوں کے مختلف اقسام کے جانوروں سے روشناس کرانا بھی تھا۔ لاہور کا چڑیا گھر اب پاکستان کی ملکیت ہے اور عرصہ دراز سے اس کے ناظم کرنل اے بی کریکلیوی صاحب ہیں جو جانوروں سے اچھی خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔

اس مختصر تعارف کے بعد اب میں آپ کو چڑیا گھر لاہور کی سیر کے لئے جاتا ہوں۔ ٹکٹ خریدنے کے بعد آپ چڑیا گھر میں داخل ہو جائیں اور بائیں ہاتھ سے چڑیا گھر کو دیکھنا شروع کر دیں۔ یہ "لودھر" ہیں۔ ان کا نام موتی ہے۔ یہ مچھلی کھاتے ہیں اور پانی میں رہتے ہیں۔ یہ بلّی سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ ساتھ ہی ڈک پونڈ ہے۔ ایک تالاب میں مگرمچھ رہتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے۔ لیکن یہ رو نہیں رہا۔ ڈک پونڈ میں مختلف اقسام کی سینکڑوں بطخیں، مُرغابیاں اور بگلے وغیرہ ہیں۔ آپ ان کو تھوڑے سے چنے ڈالیں تو سب آپ کے قریب آ جائیں گے۔ یہ سُرخ رنگ کا جانور "سرخاب" کہلاتا ہے۔ یہ دھاری دار سر والا "مگ" اور یہ سیاہ رنگ کا سُرخ چونچ والا "سوان" ہے۔ دیکھئے یہ لمبی لمبی ٹانگوں والا آسٹریلیا کا "ہنس" ہے۔ یہ سُرمئی رنگ کا قد آور "سارس" ہے اور یہ چھوٹی اسی شکل کی "کُونج" ہے۔

ان کا تالاب اُوپر سے کھُلا ہے۔ لیکن ان کے بازو کٹے ہُوئے ہیں۔ لیکن یہ اُڑ نہیں سکتے۔

یہ "مور" کتنے خوبصورت ہیں لیکن جب ناچتے ہُوئے ان کی نظر اپنے پیروں پر پڑتی ہے تو زور زور سے روتے ہیں۔ یہ "سفید مور" برما کے علاقے میں ملتا ہے۔ اور رنگدار مور تو پاکستان میں منٹگمری کے علاقے سے بھی مل جاتے ہیں۔ جنوبی امریکہ کے یہ دو بڑے طوطے "میکو" کہلاتے ہیں۔ یہ اُوپر سے نیلے اور چھاتی پر زرد رنگ رکھتے ہیں۔ یہ سبز رنگ کا طوطا "پاکستانی را طوطا" اور یہ چھوٹا والا پاکستانی طوطیا طوطا جس کے سر پر زرد قلغی یعنی بودی ہے آسٹریلیا کا ہے۔ اور سبز رنگ کا بڑا طوطا دریائے آمیزن کے طاس میں پایا جاتا ہے۔ گلابی رنگ کا بڑا طوطا بھی آسٹریلیا کا ہے۔ یہ سلیٹی رنگ کا طوطا جس کی دم سُرخ ہے، افریقہ کا ہے۔ اور یہ ساتھ والے پنجرے میں انڈونیشیا کا طوطا ہے۔ سیاہ رنگ کا لمبی چونچ والا "دھنیش" ہے جو آسام میں پایا جاتا ہے۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ یہ سانپ وغیرہ کھاتا ہے اور یہ رنگ دار پرندے آسٹریلیا کے طوطے کہلاتے ہیں۔

یہ ہے "جنگلی بلّی" جو رات کو عموماً پرندوں کو سوئے ہُوئے آشیانوں سے پکڑ کر کھا جاتی تھی۔ مگر قید میں بے چاری بے بس ہے۔ اس کی دم بہت لمبی ہے اور پاؤں اس کے انسانی پاؤں سے مشابہ ہیں۔ یہ دیکھئے فوارہ چل رہا ہے اور اس میں سنہری رنگ کی مچھلیاں تیرتی ہوئی کتنی خوشنما دکھائی دیتی ہیں۔ یہ سامنے والے پنجروں میں دیکھئے۔ یہ جانور جس کا منہ گدھے جیسا مگر دانت چوہے جیسے اور جسم کانٹے دار ہے "سہہ" کہلاتی ہے۔ یہ اکثر شکاری کو ان کانٹوں کی مدد سے زخمی کر دیتی ہے۔ گو یہ شکل میں تو بہت بدصورت ہے مگر مسلمان لوگ اس کو ذبح کر لیتے ہیں۔ اور ان کے پڑوس میں بسنے والے "بجو" ہیں۔ جو عموماً قبرستان میں ڈیرے ڈالے رکھتے ہیں اور انسانی مردوں کو کھاتے ہیں۔ یہ اُوپر سے سفید اور نیچے سے سیاہ رنگ کے ہیں۔ ان کے ناخن بہت بڑے ہیں اور ڈراؤنی شکل کے ہیں اور ان کا ہمسایہ "لنگور" ہے۔ ان کی شکل بندر سے ملتی ہے۔ مگر رنگ سیاہ ہے یہ دم سے بہت کام لیتا ہے۔ اور بہت اُونچی اُونچی چھلانگیں لگاتا ہے۔ یہ ساتھ والا سمندری چیتا کہلاتا ہے۔ یہ چیتے کے ہم شکل اور کُتّے کے قد و قامت کا ہے۔

یہ "شکرہ" ہے جو چھوٹے چھوٹے پرندوں کا کام تمام کرتا ہے اور ان کے گوشت پر بسر اوقات کرتا ہے۔ مگر یہ بھی یہاں بے بس ہے۔ یہ "شاہین" ہے جو پہاڑوں میں رہتا ہے اور بہت اُونچی پرواز کرتا ہے۔ ان کی بسر اوقات بھی گوشت پر ہی ہُوا کرتی ہے۔ مگر یہاں تو ایک تنگ کوٹھری میں پرواز کرتا ہے۔ یہ "خرگوش" ہیں جن کے گدھے جیسے کان ہیں۔ اور پچھلی ٹانگوں پر دباؤ ڈال کر یہ اُچھلتے کُودتے ہیں اور بہت تیز دوڑتے ہیں۔ گھاس پھوس ان بے چاروں کی خوراک ہے۔ لیکن یہاں کچھوے سے بازی نہیں جیت سکتے ہیں۔ سیاہ رنگ کے یہ بڑے بڑے بدشکل جانور "ریچھ" ہیں۔ اور ان کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں صرف ان جانوروں سے سروکار ہے جو یہاں موجود ہیں۔ یہاں دو قسم کے ریچھ ہیں۔ جن کے جسم پر لمبے لمبے بال، لمبے لمبے ناخن اور لمبا منہ ہے یہ ہندوستان کا میدانی ریچھ کہلاتا ہے اور لاہور میں عموماً قلندر ان کو گلی کوچوں میں نچاتے پھرتے ہیں۔ اور یہ گول مول موٹے تازے کوہ ہمالیہ کے ریچھ ہیں اور نسبتاً زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ یہ درختوں پر بھی چڑھ جاتے ہیں اور جنگلی پھل وغیرہ کھاتے ہیں۔ اگر ان کو شہد کا چھتہ مل جائے تو سارا شہد چُوس جاتے ہیں۔ یہ لمبی چونچ اور لمبی ٹانگوں والا "لقلق" ہے۔ اور ہندوستان میں جبرو نامی جنگل میں عام پایا جاتا ہے اور اس کی خوراک (بقیہ بر صفحہ)

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

سالانہ گیارہ روپے ۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

مجلسِ ذکر

مجلسِ ذکر کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ سے جو لوگ وابستہ ہیں یعنی جنہیں آپ سے بیعت کا شرف حاصل ہے، وہ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد جمع ہوتے ہیں اور خاندان قادریہ کے مسلک پر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ذکر کے بعد مولٰنا مدظلہ کی تقریر ہوتی ہے جس میں روحانی امراض کی تشخیص اور اس کا علاج و پرہیز بتائی جاتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہی تقریر ہفت روزہ خدام الدین میں چھپ کر شائع ہوتی ہے۔ اِن ہی تقاریر کا مجموعہ "مجلسِ ذکر" کے نام سے کتابی شکل میں چھپ چکا ہے، خود پڑھیے اور اہل و عیال کو سنایئے، انشاء اللہ "مجلسِ ذکر" کا مطالعہ روحانی بیماریوں سے شفا پانے کا ذریعہ بن جائے گا، اگر زندگی میں ان بیماریوں سے شفا نہ پائی تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی، اور حشر کے دن بھی تڑپائینگی۔ چار جلدوں میں ہدیہ فی جلد ایک روپیہ ۔ مکمل مع محصولڈاک ۵ روپے ۸ آنے،

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

گلدستہ صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ:۔ حضرت مولٰنا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلٰے درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں، کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے، اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہد نامہ پر دستخط تھے، جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا۔ اور مجلد کے لئے ۲ر جلد کے لئے جاتے تھے۔ لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۸ر آنے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۸ر آنے۔ کل ایک روپیہ پیشگی بھیجیں۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کئے گئے ہیں۔ بفضلہ تعالٰے اس وقت تک ۹ لاکھ ۹۵ ہزار تک سارے ہندو پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

رقم ہر حالت میں پیشگی روانہ کریں۔

ہدیہ مجلد ۸ر۔ محصولڈاک وغیرہ عہ

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خلاصۃ المشکوٰۃ مترجم

جس میں اعلٰے درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن مجید کی طرح اس پر اعراب ہیں

ترجمہ نہایت ہی آسان اردو میں ہے۔ عورتیں سمجھ دار بچے اور معمولی اردو دان بھی بآسانی پڑھ سکتے ہیں ہدیہ مجلد عہ، محصولڈاک ۱۲ر

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید مترجم

شیعہ ○ سنّی ○ اہلحدیث

دیوبندی ○ بریلوی

علماء کا تصدیق شدہ

ہدیہ: چھ روپے + محصولڈاک عہ

نوٹ: رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے وی پی ہرگز نہ ہوگا

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خوشخبری

قرآن مجید مترجم بزبانِ سندھی

از حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیحضرت مولانا وسیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہ

بارِ نہم چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ہدیہ ۷ روپے + محصولڈاک عہ

ملنے کا پتہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور



فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔